THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, 28th August, 2026
(363rd Session)
Volume XVIII, No. 06
(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume XVIII SP.XVIII(01)/2026
No. 05 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Recitation of Naat 1
3. Motion under Rule 263 moved by Senator Sherry Rehman for suspension of the Question Hour 3
4. Withdrawal of the Pakistan Telecommunication (Re-organization) (Amendment) Bill, 2026 3
5. Discussion on the tragic fire incident at PIMS resulting in the death of fourteen infants 5
    - Senator Falak Naz 5
    - Senator Saadia Abbasi 7
    - Senator Jan Muhammad 8
    - Senator Pervaiz Rashid 12
    - Senator Syed Ali Zafar 15
    - Senator Sherry Rehman 17
    - Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice 23
    - Senator Atta-ur-Rehman 24
    - Senator Khalida Ateeb 26
    - Senator Dilawar Khan 28
    - Senator Raja Nasir Abbas, Leader of the Opposition 29
    - Syed Mustafa Kamal, Federal Minister for National Health Services 34
6. Motion under Rule 204 moved by Senator Sherry Rehman for constituting a special committee to investigate the incident of fire in Children's Hospital PIMS, Islamabad 39
    - Senator Syed Ali Zafar 39
    - Senator Azam Nazeer Tarar 39
    - Senator Mohammad Azam Khan Swati 41
    - Senator Dr. Afnan Ullah Khan 43
    - Senator Faisal Javed 46
    - Senator Bilal Ahmed Khan 48
    - Senator Mohammad Abdul Qadir 52
    - Senator Shahadat Awan 55
    - Senator Khurram Zeeshan 59
    - Senator Abid Sher Ali 61
    - Syed Mustafa Kamal, Federal Minister for National Health Services 64
    - Senator Naseema Ehsan 66
    - Senator Palwasha Mohammed Zai Khan 67
    - Senator Rubina Naaz 70
    - Senator Mashal Azam 72
    - Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur 76
    - Senator Raja Nasir Abbas (Leader of the Opposition) 82

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Friday, 28th August, 2026

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at fifty two minutes past ten in the morning with Mr. Presiding Officer (Senator Manzoor Ahmed) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝٦ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝٧ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝٨ كَلَّا بَلْ
تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝٩ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝١٠ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝١١ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝١٢

ترجمہ: اے انسان تجھ کو اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے دھوکا دیا؟ (وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے) اعضا کو ٹھیک کیا اور (تیری قامت کو) معتدل رکھا۔ اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔ مگر ہیہات (ہر گز نہیں) تم لوگ جزا کے دن کو جھٹلاتے ہو حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں۔ عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والے۔ جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں۔

(سورۃ الانفطار: آیات ۶ تا ۱۲)

Recitation of Naat

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبرائیل پر بچھائے تو پر کو خبر نہ ہو
فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو
ایسے گما دے ان کی ولا میں خدا ہمیں
ڈھونڈا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جزاک اللہ۔ ایک چھوٹی سی announcement ہے، آپ سن تو لیں، بیٹھ تو جائیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ بیٹھیں۔ پتا ہے، میں اسے لیتا ہوں۔ مجھے ایک announcement کرنے دیں۔

This House welcomes the 47th Mid-Career Management Course Officers, NIPA, Islamabad who are sitting in the Visitors' Gallery.

(Desk thumping)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اپوزیشن لیڈر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں، اپوزیشن لیڈر یا لیڈر آف دی ہاؤس جب اٹھتے ہیں تو مجھے فلور دینا پڑتا ہے۔ میں سب کو موقع دوں گا۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: جناب! شکریہ۔ آج کی کارروائی کو روکنے کے لیے اور PIMS کے حوالے سے بات کرنے کے لیے میں ایک motion move کرنا چاہ رہا ہوں۔ میرے خیال میں میڈم شیری بھی اس کے ساتھ متفق ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ہاؤس کا sense لے لیتے ہیں۔ اس کے بعد اگر motion لانا ہوا تو لے آئیں گے۔ اگر question and answers ہیں تو ہم انہیں next اجلاس کے لیے کر دیتے ہیں۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: پہلے میں نے بھی بھیجا ہوا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پلیز، شیری رحمان صاحبہ۔

سینیٹر شیری رحمان: جیسے لیڈر آف دی اپوزیشن کہہ رہے ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ سارا ہاؤس، ابھی کافی دیر میں دفتر میں ہی تھی، چیمبر میں سارے لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہم Question Hour کو معطل کر لیں۔ چونکہ جمعہ بھی ہے اور یہ ایک اہم قومی نوعیت کا ایشو ہے۔ اگر ہاؤس کی اجازت ہو تو ہم Question Hour suspend کر لیں۔ ٹھیک ہے جی۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: سوالات کو آگے لے جائیں، کسی دوسرے rota day کے لیے۔

سینیٹر شیری رحمان: جی، وہ تو طے ہو گیا ہے، وہ ویسے ہی ہونا ہے، ہم نے رولز change کر دیے ہیں۔

<u>Motion under Rule 263 moved by Senator Sherry Rehman for suspension of the Question Hour</u>

It is moved under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of Rule 41 of the said Rules regarding Question Hour be dispensed with for today's sitting of the Senate. Moreover, the requirement of paragraph (ii) of sub-rule (1) of Rule 36 of the said Rules may also be relaxed in order to take up adjournment motion submitted by Leader of the Opposition and by the Peoples Party as well to discuss the tragic and unfortunate incident of fire in the Nursery of Children's Hospital, PIMS, Islamabad, claiming 14 new-born souls.

Mr. Presiding Officer: I now put the motion to the House.

(The motion was carried)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک withdrawal کا بل تھا، طلال چوہدری صاحب بیٹھے ہوئے اور حکومت کی طرف سے request ہے، اس لیے ہم withdrawal کی motion لے لیتے ہیں۔ یہ آرڈر نمبر ۸ پر ہے تو وہ ہم لے لیتے ہیں، اس کے بعد ہم دوسرے بزنس کی طرف آجاتے ہیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! میرا ایک point of order ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ہم نے Questions and Answers کو dispense with کیا ہے۔ جی طلال چوہدری صاحب۔ (جاری۔۔۔۔T02)

T02–28Aug2026 Tariq Mahsud/ED: Waqas 11:02 am

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: (جاری۔۔۔۔) ہم نے Question Hour سے صرفِ نظر کیا ہے۔ جی طلال چوہدری صاحب۔

<u>Withdrawal of the Pakistan Telecommunication (Re-organization) (Amendment) Bill, 2026</u>

Senator Muhammad Tallal Badar: Sir, on behalf of the Minister for Information Technology and Telecommunication, I seek leave of House under

rule 115 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012 to withdraw the bill further to amend the Pakistan Telecommunication (Re-organization) Act, 1996, [The Pakistan Telecommunication (Re-organization) (Amendment) Bill, 2026], as laid in the Senate on the 15th of June, 2026.

Mr. Presiding Officer: I, now, put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr Presiding Officer: The leave to withdraw the bill is granted.

Order No. 9, Ms. Shaza Fatima Khawaja, Minister for Information Technology and Telecommunication may move Order No. 9. Senator Tallal Badar on her behalf.

Senator Muhammad Tallal Badar: On behalf of the Minister for Information Technology and Telecommunication, I withdraw the bill further to amend the Pakistan Telecommunication (Re-organization) Act, 1996, the Pakistan Telecommunication (Re-organization) (Amendment) Bill, 2026.

Mr Presiding Officer: The Bill stands withdrawn.

اب پانچ پانچ منٹ کا ٹائم ہوگا، یعنی پانچ منٹ ایک طرف اور پانچ منٹ دوسری جانب سے ہوں گے۔ جو آپ decide کرینگے۔ Leader of the Opposition بات کریں گے، پھر آپ اگر آپ مجھے permission دیں۔ Opposition Leader بعد میں کرلینا۔ آپ خود اپنے Opposition Leader کو بات نہیں کرنے دے رہی ہیں؟ آپ خود کہتی ہیں کہ جب وہاں سے کوئی اٹھتا ہے۔۔۔ پارلیمانی لیڈران دس منٹ تک بات کر سکتے ہیں جبکہ باقی ممبران پانچ منٹ تک بات کر سکتے ہیں۔ لیڈر آف دی اپوزیشن، پلیز۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: کیا ممکن ہے کہ ہماری فاضل ممبر کو ایک آدھ منٹ بات کرنے کی اجازت دی جائے؟

جناب پریزائیڈنگ افیسر: جناب، آپ کھڑے ہوئے تھے، آپ کی ریکویسٹ تھی، اس لیے میں نے آپ کو فلور دیا۔ اگر آپ اپنا ٹائم انہیں دینا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں Thank you.

Discussion on the tragic fire incident at PIMS resulting in the death of fourteen infants

Senator Falak Naz

سینیٹر فلک ناز : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چیئرمین صاحب، آج ہم جس واقعے کے بارے میں بات کر رہے ہیں، پورا پاکستان اس پر سوگوار ہے اور یہ حکومت اور ہیلتھ منسٹر، دو دن پہلے وہ یہاں پر جو پمز ہسپتال کے قصیدے پڑھ رہے تھے، اس پر ان کو شرم کے مارے ڈوب مرنا چاہیے۔ جناب چیئرمین، پرسوں ایک مبارک دن تھا، لوگ عید میلادالنبی منا رہے تھے، لیکن جب یہ واقعہ ہوا تو سب سے پہلے میں اور سینیٹر روبینہ ناز وہاں پر پہنچیں۔ جناب چیئرمین، وہاں پر کچھ اور منظر تھا۔ جو قصیدہ ہیلتھ منسٹر بتا رہے تھے، اگر آپ ادھر اپنی آنکھوں سے دیکھتے، لوگ دیکھیں گے تو یقین کریں گے، سنیں گے یقین نہیں کریں گے۔ جناب چیئرمین، وہاں جو منظر تھا، میں آپ کو بتا نہیں سکتی، جو پھول تھے، جو بچے تھے، وہ کھلنے سے پہلے مرجھا گئے تھے۔ 14 بچوں کی جانیں جو گئی تھیں اور وہاں پر جو مائیں مجھے ملیں، چیئرمین صاحب، ایک ماں مجھے ایسی ملی جس کے دونوں ہاتھ جلے ہوئے تھے، اس نے مجھے بتایا کہ جب یہ واقعہ ہوا تو باہر تالے لگے ہوئے تھے، وہ خود گئی، اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور جب اس نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی تو ان کے دونوں ہاتھ جل گئے۔ اس کے بعد ایک باپ مجھے ملا، اس نے مجھے کہا کہ ان کا تعلق باجوڑ سے ہے، انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کے دو twins بچے ان کو تھمائے گئے اور وہ بچے گوشت کے لوتھڑے تھے۔ دو shopping bags میں ان کو تھمائے تھے اور ان کو یہ دھمکیاں دی جا رہی تھیں کہ آپ لوگوں نے کسی کو بتانا نہیں ہے، چپکے سے یہاں سے لے جانا ہے۔ اس کے بعد ہم نے اندر جانے کی کوشش کی، میں نے اور روبینہ ناز نے اپنے کارڈ ان کو دکھائے کہ ہم سینیٹرز ہیں مگر وہاں پر موجود سیکورٹی سٹاف نے ہمیں دھکے دے کر باہر نکالا۔ ہم back side سے جب اندر گئیں اور وہاں جو منظر دیکھا، وہاں کوئی سٹاف موجود نہیں تھا۔ اندر بھی اسلام آباد پولیس موجود تھی، جو عملہ تھا وہ بھی غائب تھا، وہاں پر جو مریض تھے، وہ بھی غائب کر دیے گئے تھے۔ جناب چیئرمین، میں اس ایوان میں Heath Minister سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اسلام آباد میں دو ہسپتال ہیں، ایک پمز ہسپتال ہے اور ایک پولی کلینک ہے۔ وہ ان سے سنبھالے نہیں جا سکتے اور یہ جو اچھل اچھل کے کہتا ہے کہ ہم صوبے بنائیں گے، 28 کلومیٹر کا شہر، یہ دارالحکومت ہے، مضافات سے لوگ یہاں پر آتے ہیں، یہاں پر کوئی اشرافیہ کے بچے نہیں آتے، یہاں پانچ روپے کی پرچی بنا کے لوگ ہسپتال میں علاج کے لیے آتے ہیں۔ مجھے بتائیں صرف غریب کے بچے کیوں مرتے ہیں؟ ان کے بچے تو باہر جاتے ہیں علاج کے لیے۔ میں یہاں پر بتانا چاہتی ہوں، یہ لوگ جو اپنے حلیے بدلنے کے لیے بارہ ارب روپے کے جہاز لے کے باہر جا سکتے ہیں، یہاں پر کسی کو زکام ہو تو وہ

فرانس جا سکتے ہیں، لیکن جو ہمارے بچے جلے ہیں، ان کا پرسان حال کوئی نہیں ؟ میں یہاں پر یہ بھی بتانا چاہتی ہوں کہ جتنے بچے مرے ہیں، ان کی لاپرواہی سے اور ان کی کوتاہی سے مرے ہیں، یہ کہتے ہیں یہ المیہ ہوا ہے، یہ ہوتا ہے، انسانی المیہ نہیں ہے، یہ ان کی غفلت کی وجہ سے ہوا ہے۔ جناب چیئرمین، جو کچھ ہوا ہے، Health Minister اور یہ گورنمنٹ اس کے قصوروار ہیں۔ میں یہاں پر سیاست نہیں کرنا چاہتی ہوں، میں بھی ایک ماں ہوں، ہمارے بچے مرے ہیں۔ آپ سوچیں، تھوڑے ٹائم کے لیے آپ یہ سوچیں۔ ایک ماں نو مہینے تک بچے کو اپنی کوکھ میں پالتی ہے مگر جب اس سرکار کے حوالے ہو گئے وہ جل کے راکھ ہو گئے۔ جناب چیئرمین، میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں، ہمارے لیڈر عمران خان کا جو کیس ہے، وہ تو عدالت میں ہے، میں اس پر سیاست نہیں کرنا چاہتی، وہ میرے لیڈر عمران خان کو اسی ہسپتال میں لے گئے تھے، یہ جال انہوں نے اس کے لیے بھی بچھائے تھے، عمران خان نیشنل ہیرو ہے۔

جناب پریزائیڈنگ افیسر: سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ! جی میں نے Floor سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ کو دیا ہے۔ دیکھیں، میں سب سے یہی request کروں گا کہ آج کا جو issue ہے، آپ نے اس پر بات کرنی ہے۔ دیکھیں، اگر آپ ماحول خراب کرنا چاہتے ہیں تو پھر وہ ایک الگ بات ہے۔ جو issue چل رہا ہے، ہم نے اس issue پر ہی بات کرنی ہوگی۔ جی سعدیہ عباسی صاحبہ۔ (جاری-----T03)

T03-28Aug2026 Ali/Ed: Shakeel 11:10am

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سعدیہ عباسی صاحبہ۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر صاحب، طلال چوہدری صاحب کا mic on کر دیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: اس کی صحت کیسی ہے؟ وہ کس طرح کا ہے؟ اس کو کون کون سی facilities دی گئی ہیں؟ یہ ایک بار فیصلہ کر لیں کہ بچوں پر بات کرنی ہے یا انہوں نے پھر دوبارہ وہی سیاست کرنی ہے؟ یہ فیصلہ کر لیں، اس کے بعد جواب لے لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پھر وہی بات آئے گی، جو ایک issue ہے، جو چل رہا ہے، ہم نے اسی پر چلنا ہے۔ اگر ہم House کو چلانا چاہتے ہیں، تو سب کے لیے اچھا ہوگا کہ ایک issue ہے، سب کے لیے ہے، ہم نے اس کو highlight کرنا ہوگا، بس thank you so much. جی، سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ۔

Senator Saadia Abbasi

سینیٹر سعدیہ عباسی: جناب چیئرمین! یہ جو issue ہے آج کا، یہ اتنا سنگین issue ہے، اور اس House میں اس طرح غل غپاڑا کرنا اس issue پر انتہائی نامناسب بات ہے۔ یہ اتنی بڑی tragedy ہے اور سارا پاکستان اس وقت سوگوار ہے اور پاکستان کے لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی accountability ہو گی؟ اس چیز کا کوئی کسی سے پوچھے گا کہ کون ذمہ دار ہے؟ جناب! جو last promotion board ہوا، اس میں PIMS Hospital کے جو ابھی موجودہ ED صاحب ہیں وہ acting charge پر تھے اور ان کو regularize کیا گیا۔ میں اور سلیم مانڈوی والا صاحب، پارلیمنٹ کے ہم دو members تھے، بورڈ پر تھے۔ ہم نے ان کو tooth and nail oppose کیا، ان کے appointment کو oppose کیا۔ میں نے اپنا ذاتی تجربہ بتایا کہ میں emergency میں گئی، وہاں کیا ہوا، مجھے دوسرے hospital میں transfer کرنا پڑا، کیونکہ وہاں facilities ہی نہیں تھیں کہ وہ treat کر سکیں۔ مجھے افسوس کے ساتھ اس House کو بتانا پڑتا ہے کہ پاکستان کے تمام senior members of the bureaucracy نے اس شخص کی appointment کو validate کیا اور انہوں نے کہا کہ اس سے بہتر تو شخص ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم نے پڑھ پڑھ کے وہ complaints بتائیں، ہم نے Supreme Court کی proceedings بتائیں جہاں ان کے خلاف شکایتیں ہوئیں، لیکن جوں بھی نہیں رینگی کیونکہ وہ اتنا influential انسان ہے، وہ اتنا well-connected انسان ہے کہ Secretary Cabinet, Secretary Establishment, Secretary Finance اور اس وقت کے Secretary Health انہوں نے کہا کہ اگر facilities نہیں ہیں اور hospital ٹھیک طرح نہیں چلتا، تو اس میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے؛ کیونکہ وہاں funds نہیں ہیں۔

ہمارا ملک اور ہماری priorities یہ ہو گئی ہیں کہ underpass بنے گا، overhead passes بنیں گے، monuments بنیں گے، جہاز خریدے جائیں گے؛ لیکن جو basic facilities لوگوں کے لیے ہیں اور جو provide کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے، اس پر تو ہم اتنی کوتاہی برتتے ہیں کہ ہم کو اس بات کی پروا بھی نہیں ہے۔ Prime Minister صاحب نے Secretary Health کو suspend کیا، لیکن وہ ED کو suspend نہیں کر سکے؛ کیونکہ ان کی رسائی ایسی جگہ تک ہے جہاں کوئی بھی ہاتھ نہیں لگا سکتا، یہ ایک حقیقت ہے۔ اس کو تو arrest کرنا چاہیے تھا، وہ ذمہ دار ہے اس negligence کا، یہ حکومت کی oversight تھی، حکومت کا کام تھا کہ اس کو دیکھتی۔ حکومت مجھے بتائے کہ کوئی ذمہ داری لے گا اس کی؟ کوئی لینے کو تیار ہے؟

کسی میں اتنی moral courage ہے کہ کھڑے ہو کر کہے کہ جی میں ذمہ دار ہوں۔ میرے نیچے، میرے ماتحت لوگوں کی وجہ سے یہ ہوا ہے۔ میں اس کی accountability نہیں کر سکا، میرے بس میں نہیں ہے اس شخص کی accountability کرنا۔ ایک ایسا شخص who is a murderer, who murdered 14 children, جنہیں اس دنیا میں آئے ہوئے ابھی تین، چار گھنٹے بھی نہیں ہوئے تھے۔ یہ اس ملک کا حال ہے، یہ اس ملک میں لوگوں کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔

Private hospitals میں جانا آسان نہیں ہوتا۔ Private hospital میں آپ جائیں تو آپ کو دو لاکھ روپیہ entry پر جمع کروانا پڑتا ہے، چاہے مر رہے ہوں یا جو بھی آپ کی حالت ہو اور اس کے بعد دیکھا جائے گا۔ تو کیا لوگ جا سکتے ہیں؟ آپ آج PIMS جائیں اور PIMS کی جو حالت ہے آپ حیران ہوں گے کہ وہاں روز کا کم از کم پندرہ سے بیس ہزار patients کا footprint ہے اور یہ حالت ہے۔ چیئرمین صاحب! میری demand ہے کہ Prime Minister should accept responsibility and he should say that what has happened is because of the negligence and the incompetence of the government and he should hold the people responsible for this criminal act, thank you so much.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ سینیٹر صاحبہ، جی سینیٹر جان محمد بلیدی صاحب۔

Senator Jan Muhammad

سینیٹر جان محمد: انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ، جس واقعے کا ذکر ہو رہا ہے وہ ایک واقعہ نہیں ایک سانحہ ہے۔ بنیادی طور پر PIMS hospital کے اس واقع نے ہماری حکومتوں کی جو priority ہوتی ہے، اس کو expose کر دیا ہے۔ اس میں expose ہو گیا ہے کہ ہم اس سماج کو کس طرف لے جا رہے ہیں، لوگوں کی health, education جو بنیادی ضروریات ہیں، ہم کس قدر سنجیدہ ہیں ان معاملات میں؟ ہم کس قدر سنجیدہ ہیں لوگوں کی زندگیوں کے ساتھ، لوگوں کے مسائل کے ساتھ؟ جس طرح محترمہ نے کہا، میرے خیال میں اس سے آگے کوئی بات ہی نہیں ہو سکتی ہے کہ جس ادارے کے سربراہ کے بارے میں، اس کی appointment پر یا اس کی promotion پر کمیٹی کے ممبران جو عوام کی نمائندگی کرتے ہیں، ان کے اعتراضات کے باوجود، جو ہمارا bureaucratic system ہے، وہ اس ادارے کو اسی طرح چلانا چاہتا ہے اور بدقسمتی یہ ہے کہ ہم Parliamentarian بھی اسی hospital

کے رحم و کرم پر ہیں۔ ہم Parliamentarian بھی انہی دونوں hospitals کے رحم و کرم پر ہیں۔ ہم اپنا علاج اپنے سے کہیں پر بھی کروا سکتے ہیں؛ لیکن Government کی بنیاد پر ہم انہی دو hospitals میں ہیں، جن کی negligence کی حد ہو گئی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس کی جس قدر بھی مذمت کریں، اس کے ذمہ داروں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی بات کریں، یہ پورے ملک میں بنیادی طور پر ایک رویہ ہے۔ آپ سوچیں کہ جہاں معصوم بچے داخل ہیں، وہاں ایک بھی ذمہ دار nurse یا doctor وہاں duty نہیں دے رہا ہے۔ دروازوں پر تالے لگا دیے گئے ہیں، کوئی اندر جا نہیں سکتا، آگ لگی ہے، تو وہاں کیسے پہنچا جائے؟ میرے خیال میں اس کی اتنی باریک بینی سے inquiry ہونی چاہیے اور اس کو ایک مثال بننا چاہیے؛ کیونکہ ہمارے جتنے بھی سرکاری hospital ہیں وہ اس سے بدتر ہیں، یہ تو PIMS hospital, Islamabad ہے، جہاں سارے MNA's, سارے Senators, سارے وزیر روزانہ جاتے ہیں، وہاں جب اس طرح کی صورتحال ہے، آپ سوچیں ملک کے جو دیگر hospitals ہیں، وہاں کیا صورتحال ہے؟

میں سمجھتا ہوں کہ اس ریاست کا یہی رویہ دیگر معاملات پر بھی ہے۔ اس ملک کے دیگر جو سیاسی معاملات ہیں، جو سماجی معاملات ہیں، جو لوگوں کے معاملات ہیں، ان سے بھی یہی ہے۔ یہ تو معصوم ہیں! اس طرح کے روزانہ لوگ مارے جا رہے ہیں، اتنے لوگ روزانہ تو صرف میرے صوبے میں مارے جا رہے ہیں، جن کا کوئی اتا پتا نہیں۔ ہر صوبہ کے ہر road کو دیکھیں تو بند، curfew نافذ، مجموعی طور پر میں سمجھتا ہوں۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مدعا پر رہیں۔

سینیٹر جان محمد: مجموعی طور پر یہ show کرتا ہے کہ ہمارے حکمرانوں کی ترجیحات کیا ہیں، ہمارے حکمران چاہتے کیا ہیں، ہمارے حکمران اس ملک کو کہاں لے جانا چاہتے ہیں اور کل آپ نے دیکھا، کتنی عجیب بات ہے کہ آپ ملک کے ایک leader کو جیل سے لا کر یہاں علاج کروانا چاہ رہے تھے۔ (جاری۔۔۔۔۔T04)

T04–28Aug2026 Imran/ED: Neelum 11:20 am

سینیٹر جان محمد: (جاری۔۔۔۔) کتنی عجیب بات ہے کہ کل آپ نے دیکھا کہ آپ ملک کے ایک لیڈر کو جیل سے لا کر یہاں علاج کرانا چاہ رہے تھے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب، آپ۔۔۔

سینیٹر جان محمد: ابھی میرا وقت ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب، آپ کا وقت ہے، بالکل وقت ہے، لیکن دیکھیں آپ issue پر ہی رہیں۔

سینیٹر جان محمد: یہی issue ہے۔ اب اگر اس ملک کا سیاست دان issue نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ، آپ پلیز تشریف رکھیں۔ یہ floor میں نے دیا ہوا ہے۔ آپ کو نہیں دیا ہوا ذیشان صاحب۔ پلیز۔

سینیٹر جان محمد: اگر اس ملک کے بچے issue نہیں ہیں، اس ملک کا اگر سیاستدان issue نہیں ہے، اس ملک کے بچے issue نہیں ہیں، اس ملک کے مزدور issue نہیں ہیں، اس ملک کے معصوم لوگ issue نہیں ہیں، اس ملک کے سیاسی جدوجہد کرنے والے سیاسی کارکن issue نہیں ہیں تو پھر issue کیا ہے؟ وہ issue بتاؤ تاکہ ہم اس پر بات کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Issue PIMS کا چل رہا ہے۔ سینیٹر صاحب، میں آپ کو issue بتا دیتا ہوں جو PIMS کا چل رہا ہے۔ Issue وہی ہے۔ اگر آپ اس پر سیاست کرنا چاہتے ہیں تو اور بات ہے۔ اگر آپ اس پر سیاست کرنا چاہتے ہیں تو یہ غلط بات ہے۔ پھر تو یہ غلط بات ہے۔

سینیٹر جان محمد: چیئرمین صاحب، میں آپ کی بات کر رہا ہوں۔ کیسے میں سیاست نہ کروں۔ آپ کیوں میرے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ہم یہاں پر legislation کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ صرف PIMS پر بات کریں۔

سینیٹر جان محمد: آپ اسی لیے بیٹھے ہیں کہ آپ سیاست کر رہے ہیں۔ ہم سیاست کے لیے آئے ہیں۔ سیاسی بنیادوں پر آئے ہیں۔ ہم سیاست نہیں کریں گے تو کیا کریں گے؟ ہمیں سیاست کرنی ہے۔ دیکھیں، ہمیں بلوچستان والوں نے یہاں بھیجا ہے، کاروبار کے لیے نہیں بھیجا، فروٹ منڈی نہیں بھیجا بلکہ سینیٹ میں بھیجا ہے۔ یہ House of Nation ہے۔ یہ قوموں کی جگہ ہے جہاں قوموں کی نمائندگی ہوتی ہے اور آپ۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ سب کو پتا ہے۔

سینیٹر جان محمد: دیکھیں، آپ سیاست یہ کر رہے ہیں کہ یہاں PIMS ہسپتال میں یہ واقعہ ہو رہا ہے اور آپ صوبے بنانے کے چکر میں ہیں۔ یار آپ چار صوبے نہیں سنبھال سکتے، 25 کا کیا حال ہوگا؟ یہ ملک ویسے ہی، آپ کہتے ہو کہ PIMS میں funds نہیں تھے، یہی

ہے نا؟Funds کہاں ہیں؟ 20,600 بلین اس ملک کی آمدنی ہے اور آپ PIMS نہیں سنبھال سکتے تو آپ کے پیسے کہاں جا رہے ہیں؟ Health کہاں جا رہا ہے؟ لوگ بے روزگاری میں خودکشیاں کر رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ بات۔ یہی issue ہے۔ آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے، یہ بات ہونی چاہیے۔

سینیٹر جان محمد: لوگ بے روزگاری میں خودکشیاں کر رہے ہیں۔ پورا بلوچستان جل رہا ہے۔ پورا KP جل رہا ہے۔ آپ کے شہر اسلام آباد کی یہ حالت ہے، آپ سوچیں کوئٹہ کی کیا حالت ہوگی؟ کوئٹہ اور کچلاک کی کیا حالت ہوگی؟ ہنہ اوڑک کی کیا حالت ہوگی؟ کل آپ وہاں سے آئے تھے، جو دہشت گردی میں لاشیں پھینکی گئی تھیں، کیوں؟ یہ سارا مسئلہ تو ریاست ہے، مسئلہ ہی سیاست کا ہے۔ جب سیاست نہ کریں، بات نہ کریں، چیزوں کو discuss نہ کریں تو کریں کیا؟ آپ ہمیں بتائیں، کوئی list ہمیں دیں، ہم اُسی پر بات کر لیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کہنے کا مقصد یہ ہے سینیٹر صاحب کہ جو ایشو ہے وہ PIMS ہے۔ آپ PIMS کے issue کے حوالے سے بات کریں، مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اگر آپ PIMS کے issue کو کہیں اور لے جانا چاہتے ہیں تو پھر وہ ایک الگ بات ہے۔

سینیٹر جان محمد: میں کہہ رہا ہوں کہ PIMS پر inquiry بٹھائی جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بالکل۔

سینیٹر جان محمد: Judicial enquiry بٹھائی جائے، ایسی enquiry بٹھائی جائے کہ اس کی تہہ تک پہنچے کہ کون ذمہ دار ہے، جن کی پشت پناہی ہو رہی ہے۔ دیکھیں، کسی ایک کو اوپر سے پکڑ کر معطل کرنا یا ادھر سے اُٹھا کے کسی اور department میں بٹھانے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم ایک ایسا ایکشن کریں تاکہ اس ملک کی جو bureaucracy ہے، جس نے اس ملک میں پنجے گاڑھ رکھے ہیں، جو اس ملک کو سدھرنے نہیں دے رہی، جنہوں نے اس ملک کے تمام اداروں کو برباد کر کے رکھ دیا ہے، corruption کا بازار گرم کر رکھا ہے، تو ہمیں اس کے خلاف action لینا ہوگا۔ اس کے خلاف اقدامات کرنے ہوں گے اور اقدامات کون کرے گا؟ اقدامات تو انہی دونوں اداروں نے کرنے ہیں۔ اس ملک کے سب سے بڑے ادارے یہی دونوں یعنی سینیٹ اور قومی اسمبلی ہیں اور میں سمجھتا ہوں اس پر اور کھل کے بات ہونی چاہیے۔

بالکل آپ اس issue کو ادھر رکھیں، ان تمام لوگوں کو بلائیں، اس کی ایک کمیٹی بنائیں، اس پر بات کریں، اس کی enquiry کریں، اس کی تہہ تک پہنچیں کہ یہ کیا ہو رہا تھا! اور اس پر بھی دو رائے ہیں کہ یہ 14 بچے نہیں ہیں، اس سے زیادہ ہیں۔ دیکھیں۔ اس سے زیادہ ہیں، اس کی enquiry ہونی چاہیے کیونکہ یہ ہمارے سب کے بچے ہیں۔ ان معصوم جانوں سے مراد یہی ہے کہ ہم اپنے معاملات میں کس قدر سنجیدہ ہیں۔ میرے خیال میں اس پر جتنے actions ہوئے ہیں بہت کم ہیں، اس پر فوری طور پر کارروائی ہونی چاہیے۔ اس پر enquiry ہونی چاہیے اور ذمہ داروں کو سزا ملنی چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ جناب۔ سینیٹر پرویز رشید صاحب۔

Senator Pervaiz Rashid

سینیٹر پرویز رشید: شکریہ چیئرمین صاحب۔ چیئرمین صاحب، یہ ایک انتہائی المناک واقعہ ہے جس پر آج ہم گفتگو کر رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پرویز رشید صاحب۔۔۔آپ کے بعد floor دے دوں گا، آپ کے بعد floor دے دوں گا۔ جی سینیٹر پرویز رشید صاحب۔

سینیٹر پرویز رشید: چیئرمین صاحب! میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ اس House کی یہی روایت رہی ہے کہ پارلیمانی لیڈر حضرات کو پہلے بولنے کا موقع دیا جاتا ہے، تو اُسی روایت کو ہمیں برقرار رکھنا چاہیے۔ پارلیمانی لیڈر حضرات جب گفتگو ختم کر لیں، تو پھر جب آپ مناسب سمجھیں گے تو میں اپنی بات کر لوں گا۔ مجھے صرف دو منٹ بات کرنی ہے، دو منٹ میں بات ختم کر لوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے جی۔ جی شیری رحمان صاحبہ۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اُنہوں نے کہا کہ میں بعد میں کروں گا۔ اُنہوں نے کہا ہے کہ پارلیمانی لیڈر کو floor دے دیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جناب۔

سینیٹر پرویز رشید: میں کرتا ہوں جی۔ مجھے تو آج پہلی دفعہ احساس ہوا ہے کہ۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر پرویز رشید: شکریہ جی۔ شکریہ جی۔ چیئرمین صاحب، میں بالکل مختصر سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ ایک بہت بڑا المیہ ہے جو پیش آیا ہے لیکن یہ واحد المیہ نہیں جو ان 70 سالوں میں پیش آیا ہو۔ ایسے المیے روز، ہر لمحے پاکستان کے لوگوں کی تقدیر بن چکے ہیں۔ ایسے المیوں سے ہم روز گزرتے ہیں، روز ان پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں، مذمت کرتے ہیں، آنسو بہاتے ہیں اور پھر ایک نئے المیے کا استقبال بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر میں اس پر کسی دوسرے کو قصوروار ٹھہراؤں، کوئی مجھے قصوروار ٹھہرائے، اُس سے یہ المیے ختم نہیں ہوں گے۔ اس المیے کی enquiry بھی ہونی چاہیے اور اس کے ذمہ داروں کو سزا بھی ملنی چاہیے لیکن اس enquiry کے نتیجے میں اور اس سزا کے نتیجے میں بھی ان المیوں کا خاتمہ نہیں ہوگا کہ اس سے پہلے enquiries ہوتی رہی ہیں اور کچھ نہ کچھ سزا بھی دی جاتی رہی ہے۔

اس مسئلے کو کیسے حل کیا جا سکتا ہے؟ چیئرمین صاحب، آج یہ House ایک قانون بنا دے کہ پاکستان کا ہر وہ فرد جو عوام کے taxes سے ہوئی آمدنی سے مراعات حاصل کرتا ہے، تنخواہ حاصل کرتا ہے تو اُس کا علاج صرف اور صرف سرکاری ہسپتال میں ہوگا۔ خواہ وہ گریڈ 22 کا افسر ہو، خواہ وہ سینیٹ کا رکن ہو، خواہ وہ وزیر ہو، وزیر اعظم ہو، ہائی کورٹ، سپریم کورٹ کا جج ہو، تمام لوگ جو حکومتِ پاکستان سے تنخواہ لیتے ہیں، اُن کے کسی غیر سرکاری یا کسی نجی ہسپتال سے اپنا علاج کرانے پر پابندی عائد ہوگی۔ وہ صرف اور صرف سرکاری ہسپتال میں جائیں گے اور سرکاری ہسپتال میں جو سہولتیں میسر ہیں، وہی سہولتیں اُن کو دی جائیں گی اور اُن کا علاج وہاں پر ہوگا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ یہ قانون آج بنائیں تو مہینوں میں نہیں، ہفتوں میں پاکستان کے ہسپتالوں کی حالت دنیا کے بین الاقوامی معیار کے ہسپتالوں کے برابر ہو جائے گی۔ یہ ہسپتال اس لیے ٹھیک نہیں ہوتے کہ جنہوں نے انہیں ٹھیک کرنا ہے، جنہوں نے ان ہسپتالوں کو چلانا ہے، اُنہیں خود یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ اپنا علاج نجی ہسپتالوں سے کرا سکتے ہیں۔ (جاری-----T04)

T05-28Aug2026 Abdul Ghafoor/ED: Shakeel 11:30 AM

سینیٹر پرویز رشید: (جاری-----) یہ ہسپتال اس لیے ٹھیک نہیں ہوتے کہ جنہوں نے انہیں ٹھیک کرنا ہے، جنہوں نے ان ہسپتالوں کو چلانا ہے، انہیں خود یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ اپنا علاج نجی ہسپتالوں سے کرا سکتے ہیں۔ ان کے بچوں نے نہ ہسپتالوں میں پیدا ہونا ہے، نہ بچوں کی زندگیوں سے محرومی ہونی ہے، نہ ان کے والدین کو کوئی بیماری درپیش ہو تو انہوں نے ہسپتالوں کا رخ کرنا ہے۔ ان ہسپتالوں کی حالت کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ قانون بنا دیں، ہر شخص جو حکومتِ پاکستان سے تنخواہ لیتا ہے اُس کا علاج سرکاری ہسپتالوں میں ہوگا۔ باہر سے علاج کرائے گا تو نوکری سے جائے گا۔ دوسرا قانون بنا دیں کہ ہر شخص جو اپنے گھر سے سرکاری کے کام کے لیے نکلے گا اور سرکار سے تنخواہ لیتا ہے وہ public transport میں بیٹھے گا اپنے دفتر تک جائے گا۔ اس ملک کی public transport بہترین ہو جائے گی۔ قانون بنا

دیں کہ کوئی سرکار سے تنخواہ لینے والا شخص اپنے بچوں کو private اسکولوں میں نہیں بھیج سکے گا۔ آپ دیکھیں اسکول بہترین ہو جائیں گے۔ یہ قانون بنائیں، آپ کو نہ آئندہ سے احتجاج کرنا پڑے گا، نہ آپ کو مذمت کرنی پڑے گی، نہ اس طرح کے ایسے کا شکار ہونا پڑے گا۔ یہ پاکستان ٹھیک ہو جائے گا۔

جنابِ والا! ہمارے سامنے اس کی مثال موجود ہے، CMH کے hospitals کے بارے میں کبھی ہم میں سے کسی نے کوئی شکایت نہیں سنی۔ CMH hospitals کی آپ تعریف سنیں گے، ان پر تنقید نہیں سنیں گے، کیوں؟ کیونکہ فوج کے سپاہی سے لے کے فوج کے جنرل تک اپنا علاج CMH میں کراتے ہیں۔ CMH کے hospital کے doctors انہیں private practice کی اجازت نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، سینیٹر صاحب۔

سینیٹر پرویز رشید: وہ private practice نہیں کرتے۔ ہمارے ہاں ہسپتالوں کے ڈاکٹروں کو private practice کی بھی اجازت ہے۔ اس لیے CMH کے انتظامات بہترین چلتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحب time پورا ہو گیا ہے۔

سینیٹر پرویز رشید: آپ اسی کو کاپی کریں اور جو قانون جس کی طرف میں نے آپ کی توجہ دلائی ہے، اس قانون کو بنانے میں سنجیدگی اختیار کریں، ہمارے یہ مسائل حل ہو جائیں گے۔ بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you sir. Senator Syed Ali Zafar sahib, please sir.

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! میں request کروں گا کہ مجھے اس کے بعد کر دیں۔ because I think Leader of the Opposition بڑی دیر کا انتظار کر رہے ہیں اور motion بھی انہوں نے move کی تھی۔ اگر ان کو میرے سے پہلے کر دیں تو میرا خیال ہے یہ ٹھیک ہو گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔ جی، لیڈر آف دی اپوزیشن صاحب، سینیٹر شیری رحمان صاحبہ اس کے بعد میں آپ کے پاس آتا ہوں۔ جی، Leader of the Opposition صاحب۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: جناب چیئرمین! اگر آپ ناراض نہ ہوں تو۔۔

(مداخلت)

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! چلیں، پھر میں تھوڑی سی بات کر لیتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر سید علی ظفر صاحب، شیری صاحبہ کو موقع دے دیتے ہیں اس کے بعد آپ۔۔۔

سینیٹر سید علی ظفر: جنابِ چیئرمین! نہیں، میری turn تو ادھر ہی تھی۔ میں تو ان کو کہہ رہا تھا۔

(مداخلت)

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! جو سانحہ PIMS میں ہوا بہت افسوسناک ہے۔ والدین پر جو گزر رہی ہو گی اس کا ہمیں اندازہ بھی نہیں ہو سکتا۔ جناب! میں اس پر کوئی سیاسی بات نہیں کروں گا۔ بڑی اچھی تقاریر کچھ ابھی تک suggestions بھی آئیں لیکن افسوس اور مذمت کرنے کے علاوہ میرا خیال میں میری کچھ immediate تین چار suggestions ہیں جو ہمیں کرنی پڑیں گی۔ نمبر ایک جس طرح باقی میرے ساتھیوں نے کہا مکمل تحقیقات ہونی چاہئیں کہ اس کا immediate reason فوری وجہ تھی، آگ لگی اور negligence ہوئی، اس کا کون ذمہ دار تھا؟ کس کی غلطی تھی؟ اس تحقیقات کے بعد جس کی بھی غلطی تھی، اس کو سزا بھی ہونی چاہیے۔ یہ میری پہلی straight-forward demand ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے immediate وجہ تو اپنی جگہ لیکن طویل المدتی وجہ کیا تھی، جو یہ ہوا؟ اس کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم policies کی بات کرتے ہیں، ترجیحات کی بات کرتے ہیں تو ذمہ داری وزیر اعظم، کابینہ ہر اُس شخص پر جس نے بجٹ پاس کیا اور بجٹ بنایا، اس پر ہوتی ہے۔ وجہ میں بتاتا ہوں کیوں؟ جب بجٹ recently آیا تھا، ہم چیخ چیخ کے debate کر رہے تھے کہ جناب! صحت کے شعبے پر cut نہ لگائیں بہت خطرے ہو سکتے ہیں۔ آپ اگر cut لگائیں گے تو کل کو ہسپتالوں پر اثر ہو گا، ان ہسپتالوں پر ہو گا جہاں غریب عوام کے بچے جاتے ہیں، جہاں غریب عوام جاتی ہے۔ اگر آپ cut لگائیں گے تو اس طرح کے خطرات ہو سکتے ہیں۔ یہ floor of the House پر میں نے اپنی بجٹ speech میں بھی کہا۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ اتنی جلدی اس کا اثر ہو جائے گا خدانخواستہ لیکن میں نے یہ کہا اور حکومت نے اس کو بجائے سننے کے، اس پر عمل کرنے کے، اس کو صرف رد کر دیا۔ اس speech کو بلکہ سننے کے لیے بھی میرا خیال ہے زیادہ تر باتیں کر رہے تھے بجائے سننے کے، جب بجٹ میں صحت کی بات کر رہا تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ حکومت کی ترجیحات ہی نہیں ہیں، یہ جان بوجھ کر انہوں نے بجٹ کو بجائے صحت کے کہیں اور استعمال کیا۔ جس طرح میرے colleagues نے بھی کہا، بجائے سڑکیں بنانے کے، اس طرف توجہ اگر دے دیتے تو شاید ہم جس چیز سے گزر رہے

ہیں، جو سانحہ ہوا، نہ ہوتا۔ میں اس کا ذمہ دار حکومت کو، وزیر اعظم سے لے کر کابینہ اور بجٹ بنانے والوں کو ٹھہراتا ہوں، اس کے لیے تحقیقات کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اب آگے چلتے ہیں تیسری suggestion, ایک تحقیقات ہو گئی، دوسری suggestion ہو گئی کہ جو ذمہ دار ہیں اس کی تحقیقات کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ میں تیسری بات کرتا ہوں کہ ہم نے مستقبل کو بھی دیکھنا ہے۔ میں آپ کو ایک suggestion دیتا ہوں ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنے colleagues سے بھی کہتا ہوں کہ ایک سینیٹ کی کمیٹی بنائیے۔ آج ہی بنائیے، ابھی بنائیے۔ اس میں دیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس سے پہلے کہ کچھ اور ہو جائے۔ آپ کمیٹی بنائیے، اس کمیٹی کی سربراہی اپوزیشن کے کسی ممبر کو دیجیے۔ اس میں 50 فیصد حکومت کے لوگ ہوں، 50 فیصد حکومت کی ساتھی جماعتوں کے لوگ اور 50 فیصد اپوزیشن کے لوگ ہوں۔ آپ ان کی terms بنائیں۔ اس میں پہلی term and condition یہ ہو کہ وہ SoPs بنائیں کہ کیا کیا اقدامات ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لیے ایک ہسپتال میں ہونے چاہئیں۔

جناب والا! ان کا دوسرا task یہ ہونا چاہیے کہ کم از کم اسلام آباد سے شروع کریں کہ اسلام آباد کے کون سے ہسپتالوں میں SoPs نافذ اور implement ہو رہے ہیں، اس پر training دی گئی ہے کہ نہیں دی گئی۔ اگر نہیں دی گئی پھر SoPs پر عمل درآمد کرائیں۔ تیسرا اس کو اختیار دیں کہ وہ کسی اور expert کو ہسپتال administration والے کو disaster management والے کو ڈاکٹر کی مدد کے لیے تحقیقات میں شامل کرسکے۔ نمبر چار ہسپتال کی administration کو direct کریں جو حکومت کے سیکرٹری لیول پر ہو کہ وہ کمیٹی کی مدد کریں اگر وہ کام کرنے کے لیے مدد مانگے۔

جنابِ والا! اگر آپ کریں گے تو ذمہ داری ہماری ہے سینیٹ watch dog ہے۔ اس کے بعد extend کرائیں ہر ہسپتال سندھ، پنجاب، KPK بالکل کرائیں۔ یہ کوئی سیاسی بات نہیں ہے، یہ پاکستان کی بات ہے۔ ہمارا اصل role یہ نہیں کہ صرف یہاں پر آ کر باتیں کرلیں، گفتگو کرلیں اور گھر چلے جائیں۔ ہماری بھی اس قوم کے لیے بہت بڑی responsibility ہے۔ میں request کروں گا کہ آپ speeches سنیں، بڑی اچھی اچھی باتیں ہوئیں لیکن ہم نے مستقبل کو بھی روکنا ہے کل کو یہ نہ ہو، اس کے لیے آج ہی کمیٹی تشکیل دیں۔ آپ کے پاس opportunity ہے۔ آپ ایک بہت بڑے عہدے پر بیٹھے ہیں۔ حکومت کی committees پر public یقین نہیں کرتی۔ public کا خیال ہے کہ کمیٹی کسی چھوٹے افسر کو ذمہ دار ٹھہرائے یا نہ ٹھہرائے، وہ بات ختم ہو جائے گی۔

(جاری-----T06)

سینیٹر سید علی سینیٹر سید علی ظفر: (جاری۔۔۔۔) کمیٹی کسی چھوٹے افسر کو ذمہ دار ٹھہرائے یا نہ ٹھہرائے، وہ بات ختم ہو جائے گی اور جیسا کہ ابھی میرے fellow Senators نے بھی فرمایا کہ ہم نے اس طرح کے بہت سارے واقعات دیکھے ہیں کہ Investigating Committees/ Commissions بنے، ان کی رپورٹس آئیں، سزا بھی ہو گئی اور پھر ہم سارے بھول گئے اور پھر دوبارہ repeat ہوا۔

ابھی recently کراچی میں اتنا بڑا سانحہ ہوا تھا، شاید گلشن ٹاور یا اس بلڈنگ کا جو بھی نام تھا تو وہاں ہم نے یہی بات کی تھی، یہاں بھی اور میڈیا میں بھی یہی بات کی تھی کہ کچھ ہونا چاہیے، building regulations ہونی چاہییں اور شاید سندھ حکومت نے کمیٹی بھی بٹھادی تھی، سزا بھی پتا نہیں ہوئی ہے کہ نہیں لیکن ہم بھول گئے تھے، سب بھول گئے تھے، ہم اپنے اپنے کاموں میں لگ گئے تھے اور وہ پھر دوبارہ ہو گیا۔

جناب چیئرمین! اس سے پہلے کہ جناب اور کہیں ہو تو میری یہ تین suggestions ہیں۔ پہلی یہ کہ اس کی تحقیقات ہونی چاہییں۔ دوسری یہ کہ جس طرح میں نے کہا کہ ذمہ داری اسی کی سینیٹ بتائے اور اس کے لیے تحقیقات کی ضرورت ہی نہیں ہے، ذمہ داری اس کی ہے کہ جس نے بجٹ کو cut کیا، ذمہ داری اس کی ہے کہ جس نے بجٹ ہی نہیں دیا اور تیسری بات یہ کہ مستقبل میں اس کو روکنے کے لیے ہم بھی کچھ کریں۔ شکریہ جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ سینیٹر شیری رحمان صاحبہ۔

Senator Sherry Rehman

سینیٹر شیری رحمان: میں نہیں بولوں گی۔ نہیں time ضرور دے دوں گی لیکن کہیں ایسا نہیں ہوتا کہ جو adjournment motion or calling attention وغیرہ ڈالیں انہیں پھر by the way end میں پانچ میں بلایا جائے۔ That's not done? اور میری جماعت کے اراکین بھی ساتھ میں تھے جنہوں نے calling attention submit کیا، they need to speak...

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں سب کو floor دوں گا۔

سینیٹر شیری رحمان: نہیں سب کو دینے کی بات نہیں ہے، ویسے ہی سب کو ملے گا، ہم نے House اس لیے suspend کیا تھا۔ نہیں آپ Monday کو بھی ضرور رکھیے گا، بات یہ ہے کہ یہاں پر بہت ساری اہم باتیں ہوئی ہیں، جذبات میں بہہ کر بھی بہت باتیں ہوئی ہیں، جو ناجائز سوال نہیں ہیں لیکن میں اپنی جماعت کے دوسرے اراکین کے ساتھ فوراً دو گھنٹے کے بعد PIMS پہنچی تھی اور ہم نے واضح طور پر کہا تھا کہ ہم ان معصوم جانوں پر سیاست نہیں کریں گے، ہم یہاں سیاست کرنے نہیں آئے ہیں اور میں سیاست سے شرماتی نہیں ہوں لیکن سیاست کا ایک کلیدی حصہ audit and accountability ہے، جواب دہی ہے اور آپ جو سینیٹ میں کر رہے ہیں، آپ جو public interest میں کام کر رہے ہیں وہی سیاست ہے، لوگ بھول گئے ہیں کہ سیاست کس لیے کی جاتی ہے۔ سیاست اس لیے کی جاتی ہے کہ آپ لوگوں کے مسئلے مسائل کو یاد دلوائیں، اپنے آپ کو احتساب کے لیے ضرور offer کریں، I don’t understand کہ ہم احتساب کے لیے offer کر رہے ہیں، ہم تو ہیں ہی احتساب کے لیے۔ Offer لیکن دوسروں کو بھی کریں، ایک تعمیری طریقے سے کریں، یہ ہوتی ہے سیاست۔ بجائے اس کے کہ ہم ہر وقت اپنی بات کریں، وہ بھی ایک الگ بات ہے، وہ سب کا حق ہے، بالکل حق ہے لیکن یہ کہنا کہ ہم بالکل سیاست سے گریز کر رہے ہیں، نہیں، یہ سیاست ہوتی ہے، میں نے غلط کہا کہ ہم سیاست کرنے نہیں آئے، سیاست کا مطلب ہی یہی ہے, public interest, so let’s be very clear, what we are here for یہاں جو بات ہو رہی ہے اور میں کوئی لگی لپٹی نہیں ہونی چاہیے۔

میں نے سوال پوچھنے ہیں، میں نے آگے کے لیے آپ کو طریقہ کار بتانا ہے اور میں آپ کو یہ بھی بتاؤں گی کہ میں چھ ماہ Health Minister رہ چکی ہوں۔ میں پیپلز پارٹی کی حکومت میں چھ ماہ تک وزیر صحت رہ چکی ہوں، میرے پاس اس وقت تین اور قلم دان تھے، main قلم دان Information Minister کا تھا، میں چاروں سے مستعفی ہوئی جس دن میں وزارت کی دو دن کے کام کی ذمہ داری نہیں لے سکی۔ جب میرے ہاتھ میں کوئی چیز نہیں تھی، میں نے چاروں وزارتوں سے استعفیٰ دیا، ریکارڈ چیک کر لیں، پورے دن Prime Minister بیٹھے رہے کہ آپ دوسری وزارتیں تو رکھ لیں، میں نے کہا نہیں جناب، میرا Cabinet میں ہونا نہیں بنتا ہے جب میں دو دن نہیں کہہ سکتی کہ میری وزارت میں کیا ہوا، کیسے channel بند کیا، کس نے کیا، کون آیا، دوسرا منسٹر تھا، I can’t take responsibility, either the buck stops with me, or it doesn’t, simple سی بات ہے۔

میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جیسا کہ ابھی ہمارے معزز اور سینئر colleague نے بات کی ہے اور انہوں نے کوئی غلط بات نہیں کی کہ ہم سب کو PIMS سے علاج کرانا چاہیے، let me tell you یہاں صالح ظافر بیٹھے تھے، سب اس وقت آئے تھے جتنے بھی پارلیمانی سینئر رپورٹرز تھے تو وہ آئے، میں نے اپنا اور اپنے شوہر کا آپریشن as Minister وہاں کروایا، میں نے کہا آپ کراچی بھی نہیں جا سکتے، میں یہاں بیٹھی ہوں، آپ کو یہیں پر آپریشن اور stent ڈلوانے پڑیں گے۔ ظاہر ہے کہ وزیر کا اور اس کی فیملی کا آپریشن چل رہا تھا پھر بھی گڑبڑ ہو رہی تھی تو جب میں کسی سے کہوں کہ جس کے چھوٹے بچے ہیں، بہت سارے لوگ ہیں جن کے چھوٹے بچے ہیں کہ وہ بھی زبردستی وہاں آئیں۔ پہلے میں یہ کہوں گی کہ اپنا نظام ٹھیک کر لیں اور یہ بھی کہوں گی کہ اس وقت وہ ہسپتال کسی کو service کرنے کے لائق نہیں ہے۔ ابھی بھی وہ اپنے patients کو پولی کلینک اور راولپنڈی کے دیگر ہسپتالوں کو forward کر رہا ہے، یہ یاد رکھیں، یہ پتا بھی کر لیں۔

میں دوسری بات یہ کہوں گی کہ جب آپ وہاں پہنچیں، دیکھیں منسٹر کو بہت سی باتیں پتا نہیں ہوتیں لیکن مجھے ایک بات یاد ہے کہ جب میں پرسوں وہاں پہنچی ہوں تو میں نے دیکھا اور بار بار مجھے کہا جا رہا تھا اور وہ Executive Director ہی کہہ رہے تھے کہ یہ gate بند نہیں تھا، جھوٹ، گیٹ بالکل بند تھا، CDA اور fire fighting والے خود بتا رہے تھے اور یہ گیٹ ہمیشہ ایک مسئلہ بنا رہتا ہے۔ ایمرجنسی اخراج کے گیٹ کا کیا مطلب ہوتا ہے کہ وہ crises میں کھلے اور crises میں وہ لوگوں کی یا جو بھی معاونت کرنے آ رہا ہے ان کے لیے وہ تیزی سے ان کے لیے ایک راستہ بنے لیکن پہلے بھی جب میں منسٹر تھی انہوں نے کہا کہ یہ بند ہونا ہے، یہاں سے بچوں کی چوری وغیرہ ہوتی ہے۔ میں نے کہا simple سا کام ہے، آپ اس پر security guard لگا دیں، بیرسٹر صاحب پیسے سب کے پاس ہیں، آپ نے پوچھا پیسے نہیں ہیں۔ بائیس ارب کا ابھی ان کا تین سال میں بجٹ approve ہوا ہے، اس کے بعد 84 کروڑ اضافی دیے ہیں، وہاں پیسوں کا بجٹ کا کوئی مسئلہ نہیں ہے، مسئلہ اس وقت governance کا ہے، یہ دارالخلافہ کے سب سے بڑے ہسپتال میں governance crises ہے جو اشرافیہ کو بھی deal کرتا ہے، یہاں کی عام عوام اور دوسرے صوبوں کے عوام بھی یہاں آتے ہیں کیونکہ خیبر پختونخوا کے اور آزاد کشمیر کے لوگ وہاں آئے ہوتے ہیں۔ وہاں کی OPD بہت بڑی ہے اور بے شک under serviced ہے تو یہ تو کوئی نئی بات نہیں ہے۔ تو پھر اس کے satellite OPDs بن جانے چاہیے تھے کیونکہ آپ کی آبادی بے دھڑک سے بڑھ رہی ہے۔ So we need to look at these solutions, لیکن وہاں ہمارا جو کام ہے وہ یہ ہے کہ کون کس کو investigate کر رہا ہے۔ پہلے

تو میں آپ کو بتاؤں گی اور میں نے آپ کو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ایوان کو debate چاہیے ہو گی، پورے ایوان کو debate چاہیے ہو گی کیونکہ ہم ذمہ دار ہیں، ہمارے لوگ باہر کپڑے پھاڑتے ہیں اور جب ہم یہاں سے وزیر بنتے ہیں تو سب سے زیادہ public servant وزیر ہوتا ہے، ہم صرف حکمران نہیں ہوتے، ہم جب وزیر بنتے ہیں یا front row میں بیٹھتے ہیں تو ہم ذمہ دار ہیں، ہم public servant ہیں، ہم عوام کے نوکر ہیں تو جب ہم لوگوں کے بارے میں بات کریں تو زعم اور ضمیر کے بیچ میں ایک راستہ اختیار کرنا چاہیے، there should be no arrogance, we should not be daring to raise over voice to the people of Pakistan, when we are living on their money. میں تو نہیں live کر رہی ہوں، میں نے تب تھی اپنی گاڑی چلائی تھی اور پچھلی حکومت میں جھنڈا بھی نہیں لگایا تھا۔ آپ check کر لیں لیکن ہم ان سے پیسے لے رہے ہیں، کوئی حرج نہیں ہے، ضرور جھنڈا لگائیں، فخر سے لگائیں لیکن پھر perform بھی ایسا کریں کہ لوگ آپ کو سلام کرتے پھریں۔

میں یہاں بہت بڑا تنقید کا انبار لگا سکتی ہوں، چبھتی ہوئی تقریر کرنے کی میری capacity ٹھیک ٹھاک ہے، معاف کیجئے گا، میں وہ نہیں کر رہی ہوں، وہ میں اس لیے نہیں کر رہی ہوں کیونکہ یہاں تعمیری کام کرنا ہے، لوگ شہنشاہیوں سے تھک گئے ہیں، وہ آپ سے کوئی connection نہیں رکھتے، چاہے وہ اس طرف کے لوگ بیٹھے ہوں یا اس طرف کے، کیونکہ ہم صرف اپنی بات کرتے ہیں، وہ آپ سے کوئی connection نہیں رکھتے، وہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں ہمیں سہولت چاہیے اور یہ اشرافیہ ابھی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر چلی جائے گی اور بس بات ختم ہو جائے گی۔ بہت لوگ کہہ رہے ہیں کہ بات ختم ہو جائے گی۔ تو پھر سینیٹ کیا کر رہا ہے، یہ ایوانوں سے تو لوگ ناامید چکے ہیں اور وہ اس لیے امید نہیں رکھتے کیونکہ یہاں کچھ نہیں ہو رہا۔ sorry to say.

آپ پہلا کام تو یہ پوچھیں، سارا عملہ بھی سنے کہ پوچھیں اور چیئرمین سینیٹ جب آئیں گے تو انہیں ضرور بتائیں کہ یہاں House کی کمیٹی بنی چاہیے۔ House Committee بنی چاہیے جو یہ investigate کرے، اس وقت جو کمیٹی بنی ہوئی ہے مجھے اس پر کوئی confidence نہیں ہے، آپ ذرا فہرست نکال کر دیکھ لیں کہ اس میں کون، کس کو investigate کر رہا ہے۔ سب ایک دوسرے کو investigate کر رہے ہیں، سب ایک دوسرے کی تحقیق کر رہے ہیں۔ (جاری-----T07)

T07-28Aug2026 FAZAL/ED: Shakeel 11:50 pm

سینیٹر شیری رحمان: (جاری-----) آپ ذرا فہرست نکال کر دیکھیں کہ اس میں کون کس کو investigate کر رہا ہے۔ سب ایک دوسرے کو investigate کر رہے ہیں، سب ایک دوسرے کی تحقیق کر رہے ہیں۔ That's not on. That is

absolutely not on.اور یہ وہی گول گول والا معاملہ نہیں ہونا چاہیے۔ تب پھر ہم استعفے مانگیں گے اور اس پر ایک timeline ڈالیں کہ یہ 30 دن ہو یا 40 دن، اتنے دنوں میں یہ کمیٹی وہاں جائے، وہاں بیٹھے اور جا کر investigate کرے۔ جیسے دوسرے ممالک میں ہوتا ہے۔ دوسرے ممالک میں Senate یہ کام کر رہی ہوتی ہے، امریکہ میں کر رہی ہوتی ہے۔ بڑا ہمیں شوق ہے امریکہ کی democracyکا مذاق اڑانے کا، مگر یہ وہاں ہو رہا ہوتا ہے۔ تو please do your work. I'm willing to commit my time.میری ضرورت نہیں ہے، یہاں پر بہت اعلیٰ لوگ بیٹھے ہیں۔ میں ضرور معاونت کروں گی، لیکن یہ Houseاپنا کام شروع کرے۔ Accountability اور proper audit کی بات ہے۔ اس وقت جو کمیٹی لگائی گئی ہے، یہاں صرف تقاریر کرنے کی بات نہیں ہے۔ وہ جو 14 بچوں کی مائیں ہیں، خاندان ہیں، ان کے ہاتھ تو جھلس گئے ہیں، لیکن آپ اگر وہاں جاتے تو آپ کا دل بند ہو جاتا۔ لوگ کھڑکیاں توڑ توڑ کر باہر نکلے ہیں۔ بالکل جھوٹ بولا جا رہا ہے کہ exits کھلے تھے۔ بالکل کھلے نہیں تھے، بند تھے۔ وہ کھڑکیاں ٹوٹی ہوئی ہیں اور وہاں پر کمیٹی یہ بھی پوچھیں کہ عملہ کہاں تھا؟ ہر ہسپتال میں، تھرڈ کلاس ہسپتال میں، صبح 6 بجے فجر کے بعد عملہ سب سے زیادہ active ہوتا ہے اور patient کو بھی تنگ کر رہا ہوتا ہے اور کرنا بھی چاہیے کیونکہ اس وقت ساری ان کی شفٹیں اور ان کے سارے inspection ہو رہی ہوتی ہیں۔ یہاں عملہ سویا ہوا تھا۔ ایک سیکیورٹی گارڈ نے ایک بچی کو نکالا ہے۔ باقی عملہ پتہ نہیں کہاں تھا؟ کوئی ان کی جواب دہی تو ہے ہی نہیں نا۔ So, where was the staff? یہ پتہ کریں۔

یہ Gynae ward تھا۔ کسی نے کہا کہ آکسیجن پھٹی، چنگاری آئی۔ پوچھیے، second question کہ چنگاری کس air conditioner سے کمرے میں آتی ہے؟ بوڑھے ہو گئے ہیں air conditioner میں بیٹھے بیٹھے، کبھی دیکھی ہے چنگاری air conditioner سے؟ کسی نے چنگاری air conditioner سے دیکھی ہے؟ Never. Short circuit ہوا ہو گا تو بتائیں۔ پھر مجھے کہا گیا کہ جی آکسیجن تھا۔ آکسیجن تو ہو گا! آکسیجن کے لیے وہاں تحفظ کے لیے بچے آئے تھے incubator میں، آکسیجن ہی ہوتا ہے۔ جو بڑے افسوس کی بات ہے، دل خراش بات ہے، جی نہیں، I'm going to talk, I'm going to tell you what questions are going to be asked اور یہ بات Monday تک چلے، سب نے بات کرنی ہے۔ میں یہ کہہ رہی ہوں آپ سے کہ آکسیجن تو ہو گی، تو پھر where was the protection for the oxygen? ٹھیک ہے، accident کہیں بھی ہو سکتا ہے، دنیا کے بہترین ہسپتال میں، لیکن ہم اگر تھوڑا دل پر مرہم رکھتے، اگر ہم دیکھتے کہ systems کام کر رہے ہیں۔

Systemsکام کر رہے تھے؟.I don't think so آپ بعد میں سینیٹر پلوشہ سے بھی پوچھ لیجیے گا، انہوں نے کیا inquiry کرائی تھی سینیٹ کمیٹی میں، اور اس inquiryکا کیا بنا؟ اور وہ اس کمیٹی سے مستعفی ہو گئیں، کیوں؟ پھر آپ یہ بھی پوچھیے کہ جولائی میں جو آگ لگی تھی PIMS کے hostelمیں اس کا کیا بنا؟ اس سے پہلے 30 جون کی رپورٹ کا کیا بنا؟ یہ National Assemblyکی ہیلتھ کمیٹی کل بھی گئی تھی، انہوں نے بھی ایک رپورٹ لکھی، اس رپورٹ کا کیا بنا؟ اگر یہ رپورٹس ساری دفنا دی جائیں گی تو یہ ہاؤس میں بتا رہی ہوں، میں چلنے نہیں دوں گی۔ نہیں۔.This is not on ہم یہاں خوش، یہاں اپنی مراعات لینے نہیں آئے ہیں۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے اپنی فیملی اور سارے کام چھوڑ کر، دنیا میں اور بھی غم ہیں زمانے میں۔ ٹھیک ہے، سینیٹ کے علاوہ، لیکن سارے وقت ہم یہی کر رہے ہوتے ہیں۔.But it should have some meaning for the people of Pakistan

پھر آپ پوچھیں کہ CDAکی رپورٹس، CDAکی رپورٹس بالکل غلط ہیں۔ PIMSکی رپورٹیں CDAسے clash کر رہی ہیں۔ CDAکی رپورٹ کہتی ہے اور CDAکوئی اتنا بڑا angel نہیں ہے، فرشتہ نہیں ہے۔ CDAنے دو دفعہ ان کو متنبہ کیا ہے کہ آپ کا fire safety system صحیح نہیں ہے۔ ہسپتال کا.fire safety system is the Holy Grail جب انہوں نے بار بار کہا fire safety system صحیح نہیں ہے تو کیوں نہیں نوٹس لیا گیا؟ I'm not saying this will go to the Minister. وہاں کی انتظامیہ کیا کر رہی ہے؟ And whose heads have rolled? It is not enough to sack the Secretary. جزا سزا کا جدھر نظام نہیں ہوتا، وہ نظام چلے گا نہیں۔ پھر آپ بتائیں کہ fire NOC بھی ہے ان کے پاس کہ نہیں؟ Please make a list of the questions that this committee is going to ask Mr. Secretary کیونکہ وہ اگر بھول جائیں تو یہ رہنمائی فرمائے گی۔ .This is called an aide-mémoire

Fire NOC CDAنے جو مانگا ہے وہ کیوں نہیں ہے؟ یہ سب سوال جو key, institutional, technical سوال ہیں، یہ ہوں۔ Exit gates کتنے بند تھے، کہاں سے بند تھے؟ 6:45 پر Rescue Call ہوا۔ کچھ تو دوست کہہ رہے ہیں کہ وہاں فائر کو اندر آنے نہیں دیا۔ ٹھیک ہے؟ یہاں میں سمجھتی ہوں ہم سب، کوئی اپوزیشن نہیں ہے اور کوئی گورنمنٹ نہیں ہے۔ آج Law Ministerصاحب آپ آگئے ہیں، thank you تھوڑی توجہ دیجیے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں قومی اسمبلی میں تھا۔

سینیٹر شیری رحمان: جی جی، I understand لیکن یہ آپ کا ہاؤس ہے۔ National Assemblyکے لیے پوری فوج ہے وزراء کی۔۔۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: نیشنل اسمبلی والے کو یہاں پر رکھا ہوا ہے۔

سینیٹر شیری رحمان: وہاں پر وزراء کی پوری فوج ہے۔ Finally میں کہوں گی کہ بہت سارے سوال ہیں جس میں ہم سب متفق ہیں۔ یہ وہ والی سیاست نہیں ہے۔ یہ ایک تعمیری سیاست کا بالکل منبع بننا چاہیے۔ یہ کمیٹی میں propose کر رہی ہوں، یہاں سے بنے اور یہ investigate کرے۔اس کو timelineدیں، 30 دن کی یا 40 دن بہت ہیں۔ Timelineدے دیں، ان کو ٹاسک دے دیں کہ سینیٹ کی کمیٹی investigate کرے وہاں کیا ہوا۔ دیکھیے، وہاں ہسپتال والے ایک دوسرے کو نہ investigate کریں۔ اور پھر اس ہسپتال کی معاونت بھی کریں کہ آگے جاتے ہوئے how can it service 9,000 people a day because that was what's happening. اس ہسپتال کی معاونت کریں۔اگر آپ نے public service کرنی ہے، عوام کو جواب دینا ہے، کوئی کام کرنا ہے، تو اس investigationکے بعد اس ہسپتال کی اور پولی کلینک کی یہ ہیلتھ کمیٹی ہر مہینے hearing کرے کہ ان کی معاونت کیسے ہو سکتی ہے۔ Thank you very much.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، منسٹر صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وفاقی وزیر قانون وانصاف): یہ Committees کی بات ہے، سر آنکھوں پر۔ ہماری یہ duty بھی ہے، parliamentary oversightساتھ ساتھ رہے گی، لیکن وزیراعظم صاحب نے PIMSکے ڈاکٹرز پر مشتمل، اگر آپ موقع دیں گے تو وزیر صاحب بھی بات کریں گے۔جو کمیٹی investigationکی بنائی ہے،اس میں کوئی PIMS-relatedبندہ نہیں ہے۔ وہ شاہد خان صاحب ہیں، اچھی شہرت کے حامل ایک ریٹائرڈ civil servantہیں، جو سیکرٹری Interior بھی رہے۔ مختلف capacityمیں انہوں نے کام کیا ہے۔ پہلے بھی کئی inquiriesمیں وہ بڑے سخت رپورٹس دے چکے ہیں۔ ان کے ساتھ جو لوگ ہیں، ان کا PIMSسے کوئی تعلق نہیں ہے۔ایک internal medicineسے ہیں، ریٹائرڈ پروفیسر ہیں،، وہ راولپنڈی سے ہیں، اسلام آباد سے نہیں ہیں۔ باقی لوگ جو بھی ہیں،ان کا PIMSسے نہیں۔

دوسری کمیٹی انہوں نے ڈاکٹر اظہر کیانی صاحب کی سربراہی میں بنائی ہے، جو کہ management oversight کے لیے ہے کہ اب آگے کیا کرنا چاہیے۔ انہیں انہوں نے 30 دن کا time دیا ہے۔ وزیر صحت اس پر زیادہ مفصل بیان دیں گے، لیکن جو آپ کریں گے، اس میں بھی ہماری معاونت ہو گی، لیکن independently ایک سانحہ ہے، حادثہ ہے، اس پہ ہم رنجیدہ بھی ہیں، شرمندہ بھی ہیں، اس حوالے سے کہ اس طرح کے losses بہت تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے لیکن معاملے کی تحقیقات میں ان شاء اللہ کسی طرح کی کوئی رو رعایت نہیں ہو گی۔ اس پر policy statement اور جواب وزیر صحت دیں گے۔ میں صرف یہ عرض کروں گا کہ چونکہ آج Friday ہے، نیشنل اسمبلی میں بھی proceedings شروع ہوئی ہیں، میں وہاں پر تھا۔ وزیر صحت نے وہاں پر بھی جواب دینا ہے تو اگر آپ ایک دو تقاریر کے بعد اتنا موقع دیں کہ وزیر صحت Point of View دے دیں۔ I will be here till conclusion.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بالکل، request کر لیتے ہیں۔ جی عطاء الرحمٰن صاحب۔ پہلے تقاریر کر لیتے ہیں اس کے بعد ان کی رائے لے لیتے ہیں۔

Senator Atta-ur-Rehman

سینیٹر عطاء الرحمٰن: نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّی عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ، أَمَّا بَعْدُ۔ جناب چیئرمین! وقت عنایت کرنے پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس وقت پمز ہسپتال میں معصوم بچوں کی اموات، یہ ہم سب کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ اگر یہ سانحہ اتفاق ہے، ہمیں ان کے والدین سے تعزیت کرنی چاہیے اور کرتے ہیں، لیکن غفلت اور لاپرواہی کا اگر یہ نتیجہ ہے تو پھر ان لوگوں کو جو ذمہ دار ہیں، ان کو نشانِ عبرت بنانا چاہیے تاکہ آئندہ ایسے واقعات رونما نہ ہوں۔ ایسا نہیں ہے کہ دوسرے ممالک میں یا دوسری جگہوں پر اس سے پہلے کبھی ایسے واقعات پیش نہیں آئے۔ (جاری ہے۔۔۔۔T08)

T08-28August2026 Abdul Razique/Ed: Neelam 00:00 p.m.

سینیٹر عطاءالرحمٰن: (جاری) ایسا نہیں ہے کہ دوسرے ممالک میں یا دوسری جگہوں پر اس سے پہلے کبھی ایسے واقعات پیش نہیں آئے لیکن جو ہمارا ملک ہے، وہ اس کی آماجگاہ بن گیا ہے اور آئے روز واقعات ہوتے ہیں۔ ہم بڑے جذباتی قوم ہیں اور بڑے جذبات کا اظہار کرتے ہیں لیکن جو لوگ ذمہ دار ہیں یا جو لوگ ذمہ دار ہوتے ہیں، وہ بھی ہماری نبض کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہفتہ، 10 دن اور مہینہ یہ لوگ شور کریں گے اور پھر ان کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا اور یہ آرام سے گھروں کو چلے جائیں گے

اور پھر اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کریں گےاور پھر ہمیں ایسے واقعات نظر نہیں آتے۔ پشاور میں آرمی پبلک سکول کا واقعہ ہوا۔ اس کے ذمہ دار کون تھے؟ کتنے بچے اس میں گئے۔ کیا ہوا؟ آج بھی وہاں بعض بچوں کی مائیں رو رہی ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے بچوں کا کیا بنا۔ گزارش یہ ہے کہ کیوں ہم اتنی غفلت برتنا شروع کر دیتے ہیں۔ ابھی ایک،دو، چار دن یا ہفتہ یہاں پر بحث ہوگی اور سب Parliamentarians بولیں گے۔ وہاں قومی اسمبلی میں بحث ہو جائے گی اور صوبائی اسمبلیوں میں بھی بحث ہو جائے گی اور پھر ہفتہ، 10 دن کے بعد موسم ٹھنڈا ہو جائے گا اور کام ختم ہو جائے گا۔ پھر نہ کوئی پوچھے گا نہ ہی کچھ اور ہوگا۔ ہماری ان تحقیقاتی کمیٹیوں کا کام کیا ہے؟ کیا صرف تحقیقاتی کمیٹی اس لیے ہیں کہ لوگوں کو سانحے بھول جائیں؟اگر یہ مقصد ہے تو پھر ہم اس کے عادی ہو چکے ہیں اور ہم ایسے واقعات کو بھول جاتے ہیں۔ لہٰذا میں گزارش کروں گا کہ آپ جو بھی کمیٹی بنائیں،سینیٹ سے بنائیں، قومی اسمبلی سے بنائیں،اپوزیشن کی بنائیں یاحکومت کی بنائیں، جو بھی ہو لیکن ان کی ایک time limit مقرر کردیں کہ آپ نے ایک مہینے کے اندر یا جس طرح محترمہ نے فرمایا 40 دن کے اندر، 45 دن کے اندر رپورٹ دیں۔اس رپورٹ کی بنیاد پر لوگوں کو سامنے لایا جائے اورانہیں سزا دی جائے۔ میری اپنی ذاتی رائے یہ ہے کہ حکومت اس وقت ایک کٹھ پتلی حکومت ہے اور اس بیچاری حکومت کا کوئی کام نہیں ہے۔ جو اصل ذمہ دار ہیں، جو اس طرح کے واقعات کراتے ہیں یا کرتے ہیں، ان کو نشان عبرت بنانا چاہیے۔ ہمارے یہاں بیٹھے ہوئے جوذِمہ داران ہیں یاوزارتیں ہیں، ان کو بس اپنی وزارت تک ہے۔جب ان کو وزارت مل گئی توان کو پاکستان اور پاکستانی عوام سے کوئی سروکار نہیں۔ ہم بین الاقوامی قوتوں کے ایماء پر یہاں ان کا ایجنڈا تکمیل تک پہنچانے والے لوگوں کی بات کر رہے ہیں۔

لہٰذا اگر نشان عبرت بنانا ہے توپھر ان لوگوں کی نشاندہی کرنی ہوگی کہ وہ کون ہیں اور یہ کیوں کررہے ہیں۔ کیوں ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ مجھے معلومات ملی ہے کہ PIMS ہسپتال میں ایک ایسا جوڑا بھی تھا جسے اللہ تعالی نے چار یاپانچ سال کے بعد اولاد دی تھی اور وہ اس میں جل کر راکھ ہو گئی ہے۔اب اس جوڑے سے کوئی پوچھے کہ تم پر کیا گزری اور کیا گزررہی ہے۔ چار، پانچ سال کے بعد اللہ تعالی نے اولاد دی تھی اور اس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ ان کی مرہم پٹی کون کرے گا؟اگر یہ واقعہ واقعتاً، قصداًاور عمداً کیا گیا ہے کہ ہم سب کی توجہ اس طرف ہو اور جو کمانڈ کرنے والے ہیں، وہ اپنے مرضی کے کام

کرتے رہیں۔ ابھی چند دن پہلے یہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر بات ہوئی۔آپ نے بھی فرمایا کہ ہم اسے آگے چلائیں گے۔ وہ بات کہاں گئی؟ ہم وہ لوگ ہیں کہ کل کے دن کے کام کو بھول جاتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا شکریہ۔

سینیٹر عطاء الرحمن: آئے روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر انگشت نمائیاں ہو رہی ہیں۔ یہاں قادیانیوں کو جس طرح ڈیل دی جا رہی ہے۔ اگر سینیٹ ممبران ناراض نہ ہوں تو ہمیں ان چیزوں میں اپنی سنجیدگی دکھانی ہے اور حقیقی معنوں میں جو مجرم ہیں، ان کو قوم کے سامنے لانا ہوگا۔ اگر ہم یہ کام کرتے ہیں تو ہم اپنی جماعت کی، اپنی قوم کی اور اپنے لوگوں کی ڈیوٹی پوری کر رہے ہیں اور اگر نہیں کرتے تو sorry to say کہ ہم بھی ملک کے ساتھ مخلص نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ میرا اور آپ کا حامی و ناصر ہو، شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جی سینیٹر خالدہ اطیب صاحبہ۔

Senator Khalida Ateeb

سینیٹر خالدہ اطیب صاحبہ: شکریہ، جناب چیئرمین! ایک اہم مسئلے پر یہاں گفتگو ہو رہی ہے۔ اسے سانحہ کہیں یا ایک بہت اندوہناک واقعہ، سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سانحے کا ذکر کس انداز میں کروں۔ 14 معصوم کلیاں جنہوں نے ابھی زندگی کی چند سانسیں اس دنیا میں آکر لی تھیں لیکن وہ اس دنیا سے چلی گئیں۔ ہم بار، بار یہ کہتے ہیں کہ ہم سیاسی گفتگو نہیں کرتے لیکن اس issue کو سیاسی رنگ دیا جا رہا ہے اور ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اس سے پہلے سندھ میں ولیکا اسپتال میں استعمال کی ہوئی سرنج کو دوبارہ استعمال کرنے پر 70 سے زیادہ بلکہ ایک اندازے کے مطابق 100 کے قریب بچوں کو ایڈز کا مرض ہو گیا۔ کیا ہم نے اس پر کوئی decision لیا؟ کیا ہم نے اس حوالے سے اس ایوان میں کوئی گفتگو کی یا سندھ حکومت نے کوئی ایسا اقدام کیا کہ اس کی سرکوبی کی جا سکے۔ اگر اس وقت ہم کوئی قدم اٹھا لیتے تو شاید آج یہ سانحہ نہیں ہوتا۔ ابھی میرے بھائی نے کہا کہ ایک جوڑے کے ہاں چار یا پانچ سال کے بعد بچہ پیدا ہوا تھا لیکن اس جوڑے کے ہاں 11 سال بعد بچہ پیدا ہوا تھا۔ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ ہم کس کو اس کا ذمہ دار ٹھہرائیں گے؟ جو انتہائی نگہداشت کا وارڈ ہے، جہاں پر incubators میں سینکڑوں بچے موجود ہیں لیکن وہاں پر تالا ڈال دیا گیا۔ کسی بچے کو کبھی ایمرجنسی کی وقت ضرورت پڑ سکتی ہے تو وہاں پر نرسز کی ڈیوٹی ہونی چاہیے تھی۔ وہاں اس

بات کی surety ہونی چاہیے تھی کہ ذاتی طور پر کسی نرس کی ہر بچے پر نگرانی کی جا رہی ہوگی۔ آدھا گھنٹہ تو اس چابی کو تلاش کرنے میں گزرا کہ جس سے وہ گیٹ lock تھا۔ یہ کس کی negligence ہے؟ ہمیں اس پر توجہ دینی چاہیے۔

ابھی یہاں بہت اچھی تجاویز آئی ہیں کہ ہمیں ایک انکوائری کمیٹی بٹھانی چاہیے اور یہ پتا کرانا چاہیے کہ اس چیز کے ذمہ دار کون لوگ تھے جنہوں نے تالا لگا رکھا تھا۔ چابی کے بارے میں لوگوں کو نہیں پتا تھا اور وہ چابی تلاش کرنے میں کافی وقت لگا جس سے وہ بچے دم گھٹ کر مر گئے اور جس ایک بچے کو بچایا گیا ہے، وہ بھی اس کی خالہ نے شیشہ توڑا ہے اور اندر جا کر اس incubator کو باہر نکالا ہے۔ دیکھیے، incubator کا مطلب کیا ہے کہ انتہائی نگہداشت میں رکھنا وہ بچے کسی بیماری میں مبتلا ہیں جنہیں ماں کے پاس نہیں بلکہ س incubator میں چھوڑا گیا ہے۔ ایک ان کا اسپیشل وارڈ ہے، اس کی انچارج کون تھی؟ وہ وہاں کیوں نہیں موجود تھیں؟ اس وارڈ میں جن نرسز کی ڈیوٹی تھی، وہ وہاں کیوں نہیں موجود تھیں؟ میں بار، بار یہ بات کہوں گی کہ یہ پہلا سانحہ نہیں ہے۔ اس سے پہلے جو سانحات ہوتے رہے، اگر ہم اس پر اقدامات اٹھا لیتے تو آج یقیناً یہ اتنا بڑا سانحہ نہیں ہوتا۔ ولیکا ہسپتال کے بچے روز جیتے ہیں اور روز مرتے ہیں۔ ان بچوں کا اتنا بڑا علاج ہے۔ کیا حکومت نے ذمہ داری لی؟ کیا سندھ حکومت نے ان بچوں کے علاج کی ذمہ داری لی؟ ایڈز کے مرض میں وہ بچے مبتلا ہیں اور ان کا علاج انتہائی مہنگا ہے۔ کیا وہاں کی وزارت سے کسی استعفے کا مطالبہ کیا گیا یا Ministry of Health کے کسی کو responsible ٹھہرایا گیا؟ نہیں ٹھہرایا گیا کیونکہ ان لوگوں نے یہ عمل کیا، انہوں نے استعمال کی ہوئی سرنج دوبارہ استعمال کی، وہ لوگ اس بات کے ذمہ دار ہیں لیکن ان پر کس کا check تھا۔ یہی واقعہ PIMS hospital میں بھی ہوا۔ PIMS hospital میں جو لوگ نرسری کی حفاظت کے ذمہ دار تھے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا شکریہ کیونکہ منسٹر صاحب نے بھی جواب دینا ہے۔

سینیٹر خالدہ اطیب: میں اسی لیے یہ باتیں دہرا رہی ہوں کہ اگر ہمیں ان سانحات سے بچنا ہے تو ہمیں پہلے ہی اس سانحے پر کوئی step لے لینا چاہیے تھا۔ اب جو انکوائری کمیٹی کی تجویز آئی ہے، یقیناً یہ بہت بہترین تجویز ہے اور اس پر کھلی انکوائری ہونی چاہیے، شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جی سینیٹر دلاور خان۔

سینیٹر دلاور خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (جاری۔۔۔۔۔T09)

Senator Dilawar Khan

سینیٹر دلاور خان: (جاری۔۔۔۔) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

درد ہوتا نہیں دنیا کو بتانے کے لیے

ہر کوئی روتا نہیں آنسو بہانے کے لیے

بہت شکریہ، جناب چیئرمین! یہ جو سانحہ ہوا ہے، اس پر ہر گھر، ہر پاکستانی غمزدہ ہے۔اس سانحے سے سب کو بہت زیادہ تکلیف پہنچی ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! بنیادی وجہ یہ ہے کہ اگر کسی کنویں میں کوئی چوہا گر جائے اور مولوی صاحب آپ کو کہے کہ اس سے چالیس ڈول پانی نکال لیں تو وہ پانی صاف نہیں ہوگا جب تک آپ اس چوہے کو کنویں سے نہ نکالیں۔ ہمارے سسٹم میں ہے یہی چوہا پڑا ہوا ہے، جب تک ہم چوہے کو کنویں سے نہیں نکالتے، کنواں صاف نہیں ہوتا۔ جناب چیئرمین! اس particular case کے حوالے سے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ موجودہ ED, PIMS اس وقت کا نہیں ہے،آپ rules دیکھ لیں کہ وہاں پر دو قسم کے شعبے ہیں، ایک ایڈمنسٹریشن کا شعبہ ہے اور ایک میڈیکل کا شعبہ ہے۔ میڈیکل شعبے میں کوئی anesthesia کا پروفیسر ہے، کوئی نیورو سرجن ہے، کوئی دوسرے علاج معالجے کا specialist ہے،وہ متعلقہ علاج کے حوالےسے practice کرتے ہیں اور وہ ان مریضوں کو دیکھتے ہیں۔ دوسرا ہے administration side, یہ موصوف جو موجودہ ED ہے،یہ anesthesia کا specialist ہے۔ اس نے اپنے نیچے جو ڈائریکٹر، ڈپٹی ڈائریکٹر مختلف شعبوں کے لگائے ہیں، وہ بھی اسی طرح کے ہیں، وہ اس لیے لگائے گئے ہیں کہ اس کی جائز، ناجائز بات پر اس کی ہاں میں ہاں ملائیں۔

جناب چیئرمین! یہ پمز ہسپتال کا واقعہ آج کا نہیں ہے۔JICA Japan کا donor agency ہے۔انہوں نے پمز ہسپتال میں سالوں پہلے ایک بہت بڑا وارڈ بنایا ہے،donation دی ہے۔ اس politics کی وجہ سے،جس کام کے لیے JICA نے وہ وارڈ بنایا تھا، آج تک اس میں وہی آپریشن شروع نہیں ہوا۔ وجہ یہ ہے کہ موجودہ ای ۔ڈی نے وہاں پر باقاعدہ دکانداری شروع کی ہے۔ جو ڈاکٹر لیبارٹری کا ٹیسٹ وغیرہ وہاں سے نہیں کرواتا، وہ اس کو کھڈے لائن لگا دیتا ہے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، جناب۔ وزیر صاحب نے بھی جانا ہے،انہوں نے ابھی جواب دینا ہے۔

سینیٹر دلاور خان: جناب چیئرمین! موجودہ منسٹر کے حوالے سے میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں۔ میں چھ سال پہلے سینیٹر رہا ہوں اور ابھی دوبارہ سینیٹر ہوں، میں پانچ، چھ کمیٹیوں کا ممبر ہوں اور میں ہیلتھ کمیٹی کا بھی ممبر ہوں۔ پانچ، چھ وزرائے صحت سے میرا واسطہ پڑا ہے۔ موجودہ وزیر صحت، مصطفیٰ کمال صاحب، میرا اس کے ساتھ کوئی قربت نہیں ہے لیکن وہ جو محنت کرتا ہے یا جو بات سنتا ہے، ہر کمیٹی کی میٹنگ میں آتے ہیں۔ میں اس کو اس سانحے کا ذمہ دار بالکل نہیں ٹھہراتا۔ ذمہ دار ای۔ ڈی پمز ہے۔ میرے خیال میں یہی ای۔ ڈی اس وارڈ میں آج تک گیا بھی نہیں ہوگا۔

میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ کمیٹی بناتے ہیں، سیکرٹری کو وزیراعظم صاحب نے معطل کروایا، بہتر بات ہے۔ کمیٹی بھی بنائی ہے، جس طرح وزیر قانون صاحب نے کہا، اچھی بات ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس ہاؤس کی بھی کوئی کمیٹی بنانی چاہیے۔اس کو timeframe دے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جناب، ہاؤس کا sense لیتے ہیں۔ جی قائد حزب اختلاف صاحب۔

Senator Raja Nasir Abbas, Leader of the Opposition

سینیٹر راجہ ناصر عباس (قائد حزب اختلاف): (جاری) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! قرآن مجید میں ایک مشہور آیتِ قرآنی ہے جس میں قیامت کا تذکرہ ہے۔ (عربی)۔زندہ درگور کی گئیں بچیوں سے خدا پوچھے گا کہ تمہیں کس جرم میں قتل کیا گیا۔ اس وقت ایسے ہی تھا، جب بیٹی پیدا ہوتی تھی تو اس کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔اس کی وجوہات مختلف مفسرین نے بیان کیے ہیں لیکن یہ ایک ایسا المیہ ہے، ایک خداوند متعال اس دن اس بچی سے پوچھے گا جو بول نہیں سکتی تھی جب دفن ہوئی تھی، چیخ سکتی تھی، اگر وہ چھوٹی عمری کی تھی، نو مولود تھی تو رو سکتی تھی۔اس سے بھی خدا پوچھے گا اور بولے گی۔ قاتل سے نہیں پوچھے گا کہ تو نے کیوں قتل کیا ہے۔ مقتول سے پوچھے گا کہ تجھے کیوں قتل کیا گیا ہے۔ مقتول اتنا اہم ہے، بچیاں اتنی اہم ہیں۔ نو مولود بچے اتنے اہم ہیں۔

اس وقت جو المیہ ہوا ہے، اس میں یہاں پر جو گفتگو ہوئی ہے، میں سعدیہ عباسی صاحبہ کی باتوں کی تائید کرتا ہوں کہ وہاں پر وہ کون Executive Director ہے، کیا ہے جس کے بارے میں وہ کہتی رہیں، مانڈوی والا صاحب بھی کہتے رہے۔ یہ نااہل ہے، نالائق ہے، میرٹ پر پورا نہیں اترتا۔ اس کے خلاف سپریم کورٹ کے cases بھی انہوں نے مطلع کیے۔ اس کو وہاں پر لگایا گیا اور Secretaries جو کمیٹی میں موجود تھے، انہوں نے بھی اس کو لگانے میں support کیا اور آج تک وہ وہاں پر موجود ہے، اسے کوئی ہٹا نہیں سکتا۔ یہ کیا ہے؟ وزیراعظم بھی اس کو نہیں ہٹا سکتا؟ وزیر صحت صاحب بھی اس کو نہیں ہٹا سکتے؟ یہ کہاں سے اترا ہے؟ یہ اتنا بڑا المیہ

ہے۔ دیکھیں، اس کو آپ غفلت نہیں کہہ سکتے۔ غفلت سادہ لفظ ہے، یہ قتل ہے۔ یہ قتل ہوا ہے ان معصوم بچوں کا، نو مولود بچوں کا جو اس دنیا میں آئے اور اس دنیا سے چلے گئے۔ زندہ رہنا ان کا حق تھا۔ وہ حق ان سے چھین لیا گیا۔ میرٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نااہل آدمی کو وہاں پر لگانا، وہ نااہل بھی ہو اور وہ وہاں پر لگے۔ لگانے والا بھی مجرم ہے اور اس سیٹ پر جانے والا بھی مجرم ہے، جواب دہ ہے۔ یہ خدائی قوانین ہیں۔ یہ عرف عام میں بھی ان ہی کو سمجھا جاتا ہے کہ اس نالائق کو کون لایا تھا۔ یہ نالائق یہاں پر بیٹھا کیوں؟ سوال یہ ہے کہ اتنے بڑے المیے کے بعد ہم اتنے بے بس ہیں کہ ایک طرف اس کے خلاف documents موجود ہیں کہ یہ اہل نہیں ہے، اہلیت نہیں رکھتا ہے اور ہم اس کو لگاتے ہیں اور اتنے بڑے المیے کے بعد ہٹا نہیں سکتے اور انکوائری کمیٹیاں بن رہی ہیں۔ یہ انکوائری، اب پتا چل رہا ہے کہ جب اس طرح کے بندوں کو آپ وہاں پر لگائیں گے اور high level کے cases میں۔ میں سیاست کو عبادت سمجھتا ہوں، انسانوں کی خدمت سمجھتا ہوں۔ اتنے بڑے شخصیات کو وہاں پر لایا جائے اور اس طرح کا وہاں پر ایسے لوگوں کا کنٹرول ہو جن کو وزیراعظم بھی ہٹا نہیں سکتا۔ کیا گارنٹی ہے کہ جس کا وہاں پر علاج کریں گے، وہ بچ جائے گا، اس کے ساتھ ظلم نہیں ہوگا، زیادتی نہیں ہوگی، نقصان نہیں پہنچایا جائے گا؟ اس کی کون گارنٹی دے گا؟ سب سے پہلے اس بندے کو ہٹانا چاہیے۔ اس کی موجودگی میں آپ صحیح انکوائری کیسے کر سکیں گے جو اتنا طاقتور ہے جس کو آپ ہٹا نہیں سکتے۔ مجھے بتائیں کہ آپ کیسے صحیح انکوائر کریں گے؟ Free and fair inquiry کیسے ہو سکتی ہے، نہیں ہو سکتی۔

جناب! سعدیہ عباسی صاحبہ کی جو گفتگو ہے، وہ ایک ایف آئی آر ہے۔ میری گزارش یہ ہے، مجھے نہیں پتا آپ کے قوانین کا، کیا سینیٹ ایف آئی آر میں مدعی بن سکتا ہے، ہم مدعی بن سکتے ہیں۔ اس کو چارج شیٹ اور FIR declare کیا جائے۔ ان کے خلاف بھی جو اس کو ادھر لگایا تھا، جو اُس کمیٹی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ صاحبہ اور مانڈوی والا صاحب، جو اس کی مخالفت کر رہے تھے اور اس کے بارے میں، اس کے خلاف باقاعدہ ان کے پاس documents تھے، اسناد تھیں۔ ہم یہاں پر یہ کہیں کہ جناب والا، آپ کو یقین دلاتے ہیں، بڑی زبردست انکوائری ہوگی۔ یہ اب کوئی نہیں مانتا ہے۔ ایک غیر جانبدارانہ تحقیق ہو، اس طرح سے کوئی نہیں مانتا۔ آپ بندے کو نہیں ہلا سکتے تو اس کے خلاف کون لکھے گا۔ ہم اس وقت سمجھیں گے کہ تحقیق یا جو بھی آپ کہیں تفتیش، free and fair ہوگی۔ جب تک آپ اس کو ہٹائیں گے نہیں، ہم اس کو نہیں مانیں گے۔ ہٹائیں اس کو، وہ اتنا طاقتور ہے۔ ایک قائمہ کمیٹی کی چیئرپرسن صاحبہ استعفیٰ دے دیتی ہیں، پرواہ ہی نہیں ہے۔ کہاں گیا بجٹ؟ آپ نے 26 ارب روپے بجٹ بتایا، ان کو 22 ارب، 80 کروڑ روپے ملا ہے، وہ کدھر گیا ہے؟ ہسپتال کی حالت آپ کے سامنے آ گئی ہے۔ یہ نشانیاں ہیں۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر راجہ ناصر عباس: کس کمیٹی سے۔ نہیں، انہوں نے بھی، پلوشہ صاحبہ کا بتارہی تھیں۔ بہر حال، یہ دیکھیں، یہ نشانیاں ہیں۔

(جاری۔۔۔۔T10)

T10-28August2026 Naeem Bhatti/ED: Waqas 12:20 p.m.

سینیٹر راجہ ناصر عباس (قائد حزب اختلاف): ہسپتال کی حالت آپ کے سامنے آ گئی ہے۔ یہ نشانیاں ہیں، بدن پر پھوڑا نکلے تو نشانی ہے کہ اندر infection ہے یہ نشانیاں ہیں، یہ system کی نشانیاں ہیں، یہ پھوڑے ہیں، دیکھیں ان کو۔ اس سے آگے جو واقعات ہو رہے ہیں میں ان کو نہیں گنتا کیونکہ آپ نے کہا ہے وزیر صاحب کو بھی وقت دیں۔ اسی طرح سے کہا گیا کہ کمیٹی، سینیٹ کی کمیٹی بنی چاہیے، بالکل بنائیں۔ میں آپ کے سامنے سیاسی بات نہیں کرتا۔ عمران خان صاحب کو اگر PIMS لانے کی کوشش کی گئی، یہ قتل کی سازش ہے ہم اس کو نہیں مانیں گے، کبھی نہیں مانیں گے اگر یہاں پر ایسا بندہ بیٹھا ہوا ہے، ہم نہیں مانیں گے اس کو اور باقیوں کو بھی، میں اپنی بات کر رہا ہوں۔ پرویز رشید صاحب نے بہترین بات کی ہے

(مداخلت)

سینیٹر راجہ ناصر عباس: جناب میں جب بات ختم کر دوں گا، آپ جواب دے دیجیے گا آپ کو بولنے کا حق نہیں ہے۔ میں جناب پرویز رشید صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں، باقاعدہ قانون سازی کریں treasury bench Bill لے کر آئے کہ کوئی بھی حکومتی عہدہ دار جو تنخواہ لیتا ہے Prime Minister سے لے کر، President سے لے کر ہم تک، کسی کو حق نہیں ہونا چاہیے وہ سرکاری ہسپتال کے علاوہ کہیں اور سے علاج کروائے۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے جو پیسوں کی کمی تھی، آپ نے صوبوں سے کہا تھا کہ واپس کرو NFC award سے وہ health and education کے پیسے واپس آ رہے تھے۔ اگر صوبائی ہسپتالوں کا یہ حال ہو جائے گا، میں نے اس دن وزیر صاحب کو ring کیا بھکر میں ایک ہسپتال ہے، قطر والوں نے بنایا ہے، 12 ,10 سال ہوگئے بنے ہوئے وہاں ایک ڈاکٹر نہیں ہے، آپ جا کر check کروالیں۔ یہ حالت ہے ہسپتال انہوں نے donate کر دیا، بنا دیا اس میں بھی ڈاکٹر نہیں ہے 12 ,10 سالوں سے، کوئی system نہیں ہے، ہماری توجہ نہیں ہے عوام کی صحت کی طرف۔ ان معصوم بچوں کا کون جواب دے گا مجھے یہ بتا دیں۔ میں نے سنا ہے، میں وہاں گیا تھا جناب وزیر صاحب آپ بھی گئے ہوں گے دیکھا ہوگا وہاں لوہے کا کیا حال ہے جہاں آگ لگی ہے لوہا بھی جلا ہوا ہے۔ آپ بچوں والے ہیں، ہم بھی بچوں والے ہیں، ہمارے بھی بچے ہیں، ہمارے نواسے نواسیاں ہوں، پوتے پوتیاں ہوں، پھول ہیں جل کے مر گئے ہیں،

بول نہیں سکتے تھے، درد کو بیان نہیں کر سکتے تھے، اس کا کوئی جوابدہ ہے، خدا کی بارگاہ میں جواب دہ ہے؟ آئیں اپنے آپ کو accountable سمجھیں۔ اللہ نے جس کسی کو ذمہ داری دی ہے اس کو accountable سمجھا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ یہ جو ہمارے پاس چیزیں آتی ہیں امانت ہیں، اقتدار امانت ہے، یہ جو ممبر بنتے ہیں پارلیمنٹ کے، سینیٹ کے، یہ ہمارے پاس امانت ہے۔ کن کی طرف سے ہے؟ directly or indirectly عوام کی طرف سے۔ امانت ادا کرنے کے لیے دی جاتی ہے، اگر وزیر صحت صاحب ہیں تو ان کو لوگوں کی صحت کے حوالے سے دن رات لگانا چاہیے، لوگوں کو صحت کی سہولتیں مناسب ملیں۔ اسی طرح اگر کوئی وزیر داخلہ ہے تو امن و امان اس کی ذمہ داری ہے۔ امانت کیا ہے؟ امن و امان کا قیام اس کی ذمہ داری ہے اس لیے اس کو وزارت دی گئی ہے۔ Prime Minister, Chief Executive ہیں سارے system کو چلانا اس کو اپنے under رکھنا، وہ اس کے امانت دار ہیں۔ لہٰذا جب تک آپ merit پر لوگوں کو اہلیت کی بنیاد پر لوگوں کو نہیں لائیں گے، تعلقات روابط کی بنیاد پر لائیں گے یا کہیں سے order آئے گا تو result کیا نکلے گا یہی نکلے گا، اسی طرح سے یہ امانت ہے ہمارے پاس۔

جناب والا! وزیر قانون! آپ ناراض نہ ہوں، اس دن آپ نے یہاں پر اسی وقت Bill table کیا جو military کے حوالے سے تھا اور اس کے بعد فوراً اس پر yes, no کروالیا۔ کیا اس طرح سے قانون pass ہوتے ہیں، یہ روایت ہے؟ یہ ہماری respect تھی یا توہین تھی ہماری؟ ہمیں اس قابل نہیں سمجھا گیا کہ 2 دن پہلے ہمیں بتا دیں، 3 دن پہلے ہمیں بتا دیں۔ اگر اس طرح سے ہم قانون سازیاں کریں گے تو کیا ہم نے امانت ادا کی ہے؟ ہمیں انہوں نے امین بنایا ہے قانون سازی کے لیے یہاں پر، indirect ہمیں بنایا ہے directly قومی اسمبلی کے نمائندوں کو عوام نے بنایا ہے۔ لہٰذا کیا اس طرح ہم نے امانت داری کی ہے، ہم نے اس امانت کو ادا کیا ہے جو ہمیں ملی ہے؟ ایسے قانون بنتے ہیں؟ عوام ہم سے کہے گی کیا ہم نے صحیح کیا ہے؟ عوام سے پوچھیں کیا یہ صحیح ہوا ہے؟ ہم نے ایسا قانون بنایا ہے جس کو آئندہ ساری قوم بھگتے گی، ساری اسمبلیاں بھگتیں گیں، ساری حکومتیں بھگتیں گی، ایسے نہیں ہونا چاہیے تھا، discuss کروانا چاہیے تھا، ہم آپ کا ساتھ دیں گے بہترین قانون سازی میں، عوام کے حق میں قانون سازی میں، حکومت کو چلانے میں ہم آپ کا ساتھ دیں گے، اگر ہم پر اعتماد کریں گے۔ ایسے لگتا ہے کہ اسی وقت ادھر لا کر رکھتے ہیں کہ پڑھیں اس کو آپ کو بھی نہیں پتا جو yes کہہ رہے ہوتے ہیں ان کو بھی نہیں پتا ،اس طرح سے اگر ہم چلیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ system نہیں چل رہا۔ کہیں بھی امانت کے ساتھ انصاف نہیں کیا جا رہا اور یہ

مشکلات ہیں ہمارے لیے۔آپ یہاں کہتے ہیں کہ سیاست نہ کریں، غلطی کو بیان کرنا چاہیے۔ اب سیاست ہوتی کیا ہے؟ سیاست لوگوں کی خدمت ہے، سیاست لوگوں کے حقوق کے لیے آواز اٹھانا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں سیاست کا مقصد یہ میرا کہنا نہیں ہے۔ ہم سب سیاست کرتے ہیں ہمیں کرنی چاہیے۔

سینیٹر علامہ راجہ ناصر عباس: سیاست کرنا مطلب جھوٹ بولنا ہوتا ہے، سیاست کرنا مطلب دھوکا دینا، فریب مکاری؟ یہ سیاست نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک main issue تھا جیسے آپ نے باتیں کیں، main issue ہے اس کو focus کیا زبردست چیز ہے، کیونکہ ہمیں کرنا چاہیے۔ باقی اگر تو point scoring کریں وہ الگ چیز ہوتی ہے۔

سینیٹر علامہ راجہ ناصر عباس: سیاست نہ کہیں، focus کریں یہ کہنا چاہیے۔ اللہ گواہ ہے ہمیں ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہیے، اگر کسی دوست کے ساتھ بھی زیادتی ہو ہمیں بولنا چاہیے pick and choose نہیں ہونا چاہیے، pick and choose کرنے کی آج ہم چیزیں بھگت رہے ہیں سارے کے سارے۔ جب ان پر ظلم ہو میں enjoy کروں اور جب ہم پر ظلم ہو یہ enjoy کریں یہ کوئی زندگی ہے؟ ایسے ہم اکھٹے بیٹھتے ہیں، اختلاف ہونا چاہیے، دشمنی نہیں ہونی چاہیے ایک دوسرے سے نفرت نہیں ہونی چاہیے۔ جناب والا! میری گزارش ہے کہ سینیٹ کی کمیٹی بنائیں، اس میں سمجھدار وہ دوست جن میں صلاحیت ہے، تفتیش کر سکتے ہیں، check کر سکتے ہیں، سوال پوچھ سکتے ہیں، سعدیہ عباسی صاحبہ بھی اس میں ضرور ہونی چاہییں، جنہوں نے وہ لکھا ہے ہماری طرف سے بہترین دوست ہیں ڈاکٹر صاحب بھی ہیں سواتی صاحب بھی ہیں، بیرسٹر صاحب بھی ہیں، ہماری طرف سے بھی اچھے اچھے لوگ اس میں آ سکتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر راجہ ناصر عباس: ناصر صاحب! کاش آپ میرے چھوٹے بھائی کے دوست نہ ہوتے۔ میری بات سن لیں، ختم کرنے دیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وفاقی وزیر برائے قانون وانصاف): نہیں جناب! وزیر صاحب نے ابھی وہاں پر بھی جانا ہے انہیں بات کرنے دیں۔.This is not fair پھر ہم یہ کہتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Leader of the Opposition کھڑے ہیں، ان کو بولنے دیں۔آپ لوگ بیٹھیں۔

سینیٹر علامہ راجہ ناصر عباس: اطلاع رسانی بھی ان لوگوں پر check ہوتا ہے جن کو ذمہ داری دی جاتی ہے، اگر ان تک اطلاع رسانی ہوتی رہے گی، لوگ پریشان بھی ہوں گے، کل عوام تک بات جائے گی، میں accountable ہوں عوام کی نگاہ میں۔ درست اطلاعات کو لوگوں تک پہنچانا، یہ نہیں روکنا چاہیے اجازت دیں media اپنا role play کرے، ہم جھوٹ کے حامی نہیں ہیں، اطلاع رسانی ہونی چاہیے۔ اب افواہیں پھیل رہی ہیں، جن کے بچے وہاں پر شہید ہو گئے ہیں، قتل ہو گئے ہیں، وہاں پر اپنی جان دے بیٹھے ہیں، ان کے والدین کو بھی pressurize کیا جا رہا ہے، یہ باتیں ہو رہیں ہیں، افواہیں پھیل رہی ہیں۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ جب آپ بات open رکھیں گے کوئی باپ بات کرنا چاہتا ہے کرنے دیں، کوئی ماں بولنا چاہتی ہے بولنے دیں تو اس طرح سے کوئی افواہ نہیں پھیلائے گا نہ India پھیلائے گا، نہ کوئی پھیلائے گا اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ چیزوں کو relax کریں آسان کریں، عوام تک حقائق پہنچنے دیں آپ کی بھی فائدہ ہے، ہمارا بھی فائدہ ہے اور عوام کا بھی فائدہ ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی وزیر صحت۔ وقت کی کمی ہے اس لیے انہوں نے جواب دینا ہے۔

(مداخلت)

(اس موقع پر ایوان میں اذان جمعہ سنائی دی) (جاری-----T11)

T11-28Aug2026 Rafaqat Waheed/Ed: Mubashir 12:30 p.m.

(اس موقع پر ایوان میں اذان جمعہ سنائی دی)

<u>Syed Mustafa Kamal, Federal Minister for National Health Services</u>

سید مصطفیٰ کمال: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

(مداخلت)

سید مصطفیٰ کمال: جناب! اگر یہ ماحول ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس سے پہلے بھی کی جانے والی ساری باتیں بے کار ہیں۔ میں تو بہت خاموشی سے ایک ایک رکن کی بات کو سنتا رہا ہوں اور نوٹ کرتا رہا ہوں۔ اب یہ والے کام تو ہمیں بھی آتے ہیں، یہ نہ کریں۔ بچوں کی زندگیوں کا مسئلہ ہے، اس لیے یہ کام نہ کریں۔ ان کو بولیں یہ کام نہ کریں۔ بعد میں کر لیں لیکن ابھی نہ کریں۔ سن لیں۔ بچوں کی زندگیوں کا مسئلہ ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مشال صاحبہ! سن لیں پلیز۔

سید مصطفیٰ کمال: ان کی تصویر آ گئی۔ جناب ! یہ بچوں کی زندگیوں کا مسئلہ ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مشال صاحبہ ! بات سن لیں۔

سید مصطفیٰ کمال: اگر لیڈر آف دی اپوزیشن بولیں، میں بیٹھ جاتا ہوں۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے جواب دینے کا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب ! آپ بات کریں، فلور آپ کے پاس ہے۔

سید مصطفیٰ کمال: جناب ! میں نے آپ سے time اس لیے مانگا کہ قومی اسمبلی کا اجلاس اسی ایشو پر چل رہا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب ! آپ بولیں۔

سید مصطفیٰ کمال: جناب ! اس سے زیادہ اندوہناک، دلخراش واقعہ اور ہو نہیں سکتا۔ اس واقعے میں 14 new born babies اپنی زندگیاں گنوا بیٹھے اور دنیا سے چلے گئے۔ اس کے اوپر کوئی explanation نہیں ہے۔ میں وزیر صحت ہو، میں اپنے آپ کو ذمہ دار کہتا ہوں، میں نے اپنے آپ کو without mincing my words پیش کیا ہے۔

یہاں پر اتنی اچھی گفتگو ہوئی ہے، میں to the point آتا ہوں۔ سینیٹر علی ظفر صاحب نے، شیری رحمان صاحبہ نے اور مولانا صاحب نے کمیٹی کے متعلق جو بات کی، میں کہتا ہوں کہ اس کمیٹی کو ضرور بنانا چاہیے لیکن ساتھ ایک بات، چالیس دنوں میں آپ اس کا کچھ بھی نہیں کر پائیں گے۔ .Don’t put date there آپ اس کمیٹی کو بنائیں، اس کو open رکھیں۔ آپ جب اس واقعے کو investigate کرنے کے لیے جائیں گے، آپ کو اس سے جڑی ہوئی بہت سی چیزیں ملیں گی۔ چالیس دن میں پھر آپ کوئی ایسی رپورٹ بنائیں گے اور جمع کر دیں گے، آپ کا time گزر جائے گا۔ میں تو کہتا ہوں جب تک آپ کا سیشن چلے، آپ اسے رکھیں۔ اس کو time کے ساتھ کیوں bound کرتے ہیں؟

جناب ! میں بہت سارے facts and figures ہیں۔ میرے پاس ذمہ داریاں رہی ہیں۔ آج تک میں نے کبھی اپنے predecessor کے اوپر بات نہیں کی کہ فلاں یہ کرکے گیا یا فلاں وہ کرکے گیا۔ میں آج کیا کر رہا ہوں، میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ کبھی میں نے جملہ نہیں بولا۔ یہ آج کی بات نہیں ہے۔ کون کہہ رہا ہے کہ پاکستان میں ideal situation ہے۔ ایک سال میں چار لاکھ بچے مر رہے ہیں۔ ایک سے پانچ سال کی عمر تک کے چار لاکھ بچے۔ روزانہ 1,300 بچے اس ملک میں مر رہے ہیں۔ پوری دنیا میں سب سے زیادہ تعداد ہے۔ کون ہیں یہ بچے؟ کیا یہ کینسر سے مر رہے ہیں؟ نہیں۔ میں ان بچوں کی بات کر رہا ہوں جن کی جانیں بچائی جاسکتی ہیں۔ چار لاکھ

بچے ہر سال مر رہے ہیں۔ دنیا میں ہمارا highest number ہے۔ ہم ہر سال گیارہ ہزار ماؤں کو مارتے ہیں، during pregnancy مارتے ہیں۔ .Pregnancy is not a disease دنیا میں اس کا ایک per cent نہیں ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ بہت اچھی بات ہے، زبردست بات ہے کہ ہم اس معاملے کی طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کی شہادت پر ان کے والدین کو صبر دے اور ان کو اجر عظیم دے۔ ان بچوں کو کوئی انسان واپس نہیں لاسکتا لیکن اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان سمجھ کر، آئیں بیٹھ کر اگلے بچے کو مرنے سے بچائیں تاکہ اگلا بچہ نہ مرے۔

میں اپنے آپ کو volunteer کرتا ہوں، کچھ بھی نہیں چھپاؤں گا۔ سب چیزیں آپ کے سامنے کھول کر رکھوں گا۔ ابھی 14 مہینوں میں جو معلومات درکار تھیں، اسٹینڈنگ کمیٹی کے لوگوں سے پوچھیں، سینیٹ کی بھی اور قومی اسمبلی کی بھی، میں نے اسٹینڈنگ کمیٹی کی ایک میٹنگ miss نہیں کی۔ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں۔ تین تین، چار چار، پانچ پانچ گھنٹے وہاں پر بات ہوتی ہے۔ میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ اگر ہم نے اس episode کے بعد سارا معاملہ ختم کر دیا تو پھر ان سب تقریروں کا کوئی فائدہ نہیں۔ آئیں اور اس کو ایک مثال بنائیں، یہی point ہے، مجھ سے شروع کریں۔ اس جگہ سے شروع کریں اور اگلے بچے کو مرنے سے بچانے کے لیے آئیں، سر جوڑ کر بیٹھیں۔ میرے پاس جو معلومات ہیں، میں ساری Ministry آپ کو کھول کر دیتا ہوں۔ ہر آدمی آپ کو جواب دے گا۔ آپ پھر فیصلہ کریں۔ یہ نظام سڑ گیا ہے، گلا ہوا ہے۔ ابھی آج سب سے بڑی problem پتا ہے کیا ہے؟ میں کسی برے کو ہٹا کر اچھا کہاں سے لاؤں؟ آپ کو دو بروں میں فیصلہ کرنا ہے کہ کم برے والے کو لگانا ہے یا زیادہ برے والے کو لگانا ہے۔ ہر آدمی کہتا ہے کہ اُس کا چور ہٹا کر میرا چور لگادو۔ یہ ساری باتیں آپ کے سامنے ہیں۔

ابھی جب شام ختم ہو گی تو 1,300 بچے مر چکے ہوں گے۔ ان سب بچوں کی جانیں بچائی جا سکتی ہیں۔ ایک انکوائری کمیٹی ہے جو وزیر اعظم نے بنائی، اس سے پہلے بننے والی ساری کمیٹی null and void ہو گئی۔ ایک کمیٹی ہے، آپ کہتے ہیں کہ اس پر آپ کو اعتبار نہیں ہے۔ .Fair enough چوبیس گھنٹے ابھی باقی ہیں، آج رات تک اس کی رپورٹ آجائے گی۔ جب وہ رپورٹ دیکھ لیں، آپ کو لگے کہ نہیں، اس کے اندر سقم باقی رہ گیا ہے تو بالکل جو آپ کی بات ہے، وہ مانی جانی چاہیے۔ میں اس کو support کرتا ہوں۔ کسی کی بھی یہ intention نہیں، پرائم منسٹر سے لے کر نیچے تک کہ کسی کو بچایا جائے گا، کسی کو spare کیا جائے گا، کوئی رپورٹ چھپائی جائے گی۔ میں آپ کو اس floor of the House پر کھڑے ہو کر، on behalf of Prime Minister and the entire

Government کہتا ہوں، ایک آدمی بھی spare نہیں ہوگا۔ جب تک آپ کی تسلی نہیں ہوتی ہے، آپ کو یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ یہ جو رپورٹ آئی ہے، let the reportcome اس کو پڑھ لیں۔ کہیں کچھ نہیں جارہا۔

میری گزارش صرف یہ ہے کہ اس سارے حادثے کو، اس بہت بڑے سانحے کو، چند دنوں کے episode پر ختم نہیں ہونا چاہیے۔ I should be the last person to say this کہ بھئی، اس کو دباؤ، بس آگے بڑھو۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اس معاملے کو نہیں دبنا چاہیے۔ آپ اپنے آپ کو bound نہ کریں، dates میں، دنوں میں یا کمیٹیوں میں۔ آپ کہیں کہ جب تک ہم سب لوگ متفقہ طور پر اس جگہ پر نہیں پہنچ پائیں گے کہ آیا اگلا way forward کیا ہے تو ہم اس کو جاری رکھیں گے۔ آپ اپنے resources بھی دیکھیں، اپنی management بھی دیکھیں، اپنے actions بھی دیکھیں اور سب لوگ اس کے اندر involve ہوں۔ اس کے بعد آپ suggest کریں کہ یہ وہ way forward ہے کہ جہاں سے اگلے بچے کی جان بچائی جاسکتی ہے۔ میں آپ کو بتارہا ہوں کہ آپ سے دو قدم آگے چل کر حکومت آپ کی اس بات کو support کرے گی۔ بچوں کی زندگیوں کا مسئلہ ہے۔ کوئی اپنے اوپر ایک انسان کی بھی ذمہ داری نہیں لے سکتا۔ اگر کسی کی جان چلی گئی تو رب کے سامنے کھڑے ہو کر اسے حساب دینا پڑے گا۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، یہ منسٹری وغیرہ کچھ نہیں بیچتی میرے آگے۔ ہم وزارتوں کے لیے اپنی قبروں کو خراب نہیں کریں گے۔

آپ نے جتنی گفتگو کی، میں بہت شکر گزار ہوں۔ (T12 پر جاری ہے)

T12-28Aug2026 Ali/Ed: Neelum 01:50 pm

جناب سید مصطفےٰ کمال (وفاقی وزیر برائے قومی صحت): (جاری ہے۔۔۔۔۔) وزارتوں کے لیے ہم اپنی قبروں کو خراب نہیں کریں گے اور یہ ساری بات یہاں کرنے والی نہیں ہے، anyway اس پر میں بات نہیں کرتا۔ آپ نے جتنی گفتگو کی، میں بہت شکر گزار ہوں سارے ممبران کا کہ آپ نے بالکل pertinent اور ٹھیک بات کی ہے۔ میں اس سے آگے کی بات کر رہا ہوں، آپ نے خود کو limit نہیں کرنا، نہ اپنے آپ کو limit کریں۔ میں آپ کو بتارہا ہوں، آپ چالیس دنوں میں کچھ بھی نہیں کر پائیں گے؛ لیکن آپ کہیں گے کہ نہیں ہم نے چالیس دنوں میں کرنا ہے۔ نمبر 1، مجھے اس سے کوئی اعتراض نہیں۔ نمبر 2، میں آپ کو یہ assurance دیتا ہوں کہ کوئی نہیں بچے گا، چاہے کوئی کتنا بڑا ہی طرم خان ہو، کہیں کا ہو، کوئی نہیں بچے گا۔ وہ ضروری نہیں ہے کہ جو آگ سے جل کر بچے مر رہے ہیں، وہی ماؤں کے بچے ہیں، یہ جو چار لاکھ سال میں مر رہے ہیں، یہ بھی تو ماؤں کے بچے ہیں! یہ جو 1300 آج مر جائیں گے رات تک، وہ بھی تو ماؤں کے بچے ہیں، تو ہمیں اس کا بھی حل نکالنا ہے۔ میں صرف آپ سے یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ ہمیں آپ guide کریں، بہت اچھی بات

ہو گی، آپ experts کو involve کرنا چاہتے ہیں، co-opt کرنا چاہتے ہیں، ہمیں آپ guide کریں اور اس guidance میں آپ ہمیں آگے کی road map دیں، اگر آپ دے سکتے ہیں۔ ہم آپ کو اپنا input دیں گے، آپ کو information دیں گے، سارے افسران کو line میں حاضر کریں گے کہ اگلے بچے کو مرنے سے کیسے بچانا ہے .due to negligence

اسی resources میں رہ کر، انہی چیزوں میں رہ کر، جو آپ کہیں گے ہم ہر حال میں آپ کی بات مانیں گے، ہمیں اپنی معلومات ہیں کیونکہ ہم یہ ادارہ دیکھ رہے ہیں۔ پھر ہمیں کوئی بھی MNA فون نہ کرے کہ فلاں ڈاکٹر کو کیوں ہٹایا، کوئی سینیٹر فون نہ کرے، اور میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ across the board ہے۔ وہاں پر ہر آدمی لگا ہوا ہے، آپ کیسے اس نظام کو ٹھیک کریں گے، ہمیں یکسر اس کے اندر radical reforms کی ضرورت ہے۔ کون کہہ رہا ہے کہ یہ system ideal ہے؟ میں تو نہیں کہہ رہا کہ یہ system ideal ہے، میں بار بار یہ request کر رہا ہوں کہ اس سانحے کو base بنا کر ہم آئندہ مرنے والے بچوں کو بچائیں۔ میرے پاس پوری files پڑیں ہوئی ہیں، میں یہ بات کہ کہاں کتنی آگ لگی تھی۔ میں بات نہیں کر رہا کہ کہاں آگ لگی تھی، کتنے گھنٹوں میں آگ بجھی، کتنے لوگ آئے، میں صوبوں میں آگ لگنے کے واقعات کی بات نہیں کر رہا، میں اس point پر بات نہیں کرنا چاہتا۔ ساری باتوں کا جواب یہ ہے کہ جناب! یہ 14 معصوم شہدا ہیں اور کوئی اس سے زیادہ numbers نہیں ہیں، let's not confuse ourselves، کوئی 15 بچے تھے۔ ایک بچے کو بچایا ہے اور اس کی کسی خالانے یا پھوپھی نے نہیں بچایا، اس بچے کو staff nurse نے بچایا ہے۔ میں اس لیے نہیں کہہ رہا کہ اگر میں ابھی کچھ facts دیتا ہوں، تو جو report 24 hours کے بعد آئے گی، اس میں contradiction نہ ہو۔ اس لیے میں اپنی information کو hold کر رہا ہوں تاکہ let the report come. آپ اگر dissatisfied ہوتے ہیں تو کمیٹی بنائیں اور اس کو بالکل unlimited چلائیں، ہر طرح سے ہر کوئی accountable ہونے کے لیے تیار ہے۔ میں اس ایوان کو شکریہ ادا کرنے کے ساتھ، ایک positive gesture کے ساتھ آپ اس کو ultimately اس جگہ جا کر close کریں کہ اگلے کسی سانحے سے بچا جاسکے۔ National Assembly میں یہی subject ہے، میں نے اس لیے آپ سے floor مانگا کہ مجھے وہاں جانا ہے، آپ کہیں میں رات بھر یہاں بیٹھنے کے لیے تیار ہوں، مجھے سننے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے، جزاک اللہ، .thank you very much

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر شیری رحمان صاحبہ۔

Motion under Rule 204 moved by Senator Sherry Rehman for constituting a special committee to investigate the incident of fire in Children's Hospital PIMS, Islamabad

Senator Sherry Rehman: Mr. Chairman, I move a Motion under Rule 204 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the House may authorize the Chairman Senate to constitute a special committee to investigate the incident of fire in Children's Hospital PIMS, Islamabad. The Committee may formulate its own TORs and report back to the House within 30 days or such time as it may need. The Chairman Senate may also be authorized to make changes, if any, in the composition of the Committee.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وہ کمیٹی TORs خود بنالے گی۔ جی، علی ظفر صاحب، پلیز۔

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: یہ word تھوڑے تبدیل کر دیں تاکہ House کو جو approval آئے وہ صحیح آئے، اس میں دو تین چیزیں ہیں، نمبر 1 تو investigation جو ہوا، نمبر 2 SOPsبنائی جائیں دوسرے ہسپتالوں کے لیے اور نمبر 3 وہ پوری investigateکرے کہ وہ SOPs implement ہو رہی ہیں کہ نہیں، not just in this hospital, not just in PIMSلیکن سارے ہسپتالوں میں اور اس کے پاس یہ بھی اجازت ہو کہ وہ experts کو بھی لاسکے اپنے پاس اور اپنے ساتھ co-opt کرسکے کیونکہ ورنہ تو وہ فضول ہو گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے کہ بلاشبہ ایک sensitive issue ہے۔ جب بھی special committeeبنتی ہے، اس Chair کی یہ عزت ہے، یہ سارا House ہمیشہ Chair کو ہی authorize کرتا ہے چاہے ہم ادھر بیٹھتے تھے یا ادھر بیٹھتے ہیں اور یوسف رضا گیلانی صاحب پر کسی کو ایسا اعتراض نہیں کہ انہوں نے کوئی بیٹھے بٹھائے بنا دی۔ اگلی بات میں آپ کو یہ عرض کروں گا کہ health ایک devolved subject ہے معذرت سے اور آپ ہی نے آئین میں ترمیم کرکے

اسے devolved subject دیا ہوا ہے۔ ICTکی حد تک آپ کا جو domain ہے، اس پر آپ جو کہیں گے وہ ہوگا، سفارشات کی شکل میں ہم صوبوں کو بھجوا سکتے ہیں کہ ہم نے یہ محنت کی ہے۔ اس resolution کو دوبارہ پڑھیے۔ پہلے کمیٹی constitute ہو جائے کہ ساری جماعتوں کی نمائندگی ہوگی، وہ کمیٹی اپنے TORs خود بنائے گی Chairman کے پاس بیٹھ کر۔ میری عرض سن لیں، Sir House... TORs...یقین مانیے یہ...practice میں statement دے رہا ہوں at the floor of the House that the Chairman is authorized to enlarge or modify the scope of the committee in consultation with everyone. Rules of Procedureپڑھیں، ساری جماعتوں کی نمائندگی ہوگی and I request this House اس issue کو politicizeنہ کریں۔

میری عرض سن لیں، بی بی! بولنے سے پہلے آپ اپنی leadership سے پوچھ لیا کریں، آپ control کریں، hijack نہ کریں۔ اگر یہی بات ہے تو یہ کمیٹی بنائیں اور ختم کریں House کو، یہ کسی کو سننا نہیں چاہتے، آپ کمیٹی بنائیں۔

Mr. Presiding Officer: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The Motion is carried.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں وہی پڑھنے جا رہا ہوں۔ Law Minister Sahib کو بولنے دیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: پوری قوم آپ کو دیکھتی ہے، I am making a statement. جمعے سے پہلے، لوگوں نے flights کروائی ہوئی ہیں، prorogue کرنا تھا لیکن سن لیں۔۔ جمعہ کے بعد بیٹھیں، ایسے نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب کو سن لیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جمعہ کے بعد بیٹھیں، جو بولنا چاہتے ہیں، اپنے اپنے Parliamentary Leaders کو اپنے نام دیں، جمعے کے بعد 2:00 بجے دوبارہ resume کر لیں، گھنٹہ چلائیں، ڈیڑھ چلائیں، دو چلائیں ظاہر ہے اتنی گفتگو ہے، کوئی کام چھوڑ بھی دیں and please, I would again request; let's wait for the جو کمیٹی constituteکی ہے اس کے لیے report. اس کے بعد اگر آپ کو کوئی شکایت ہو، آپ ساروں کے پاس اختیار ہے، ہم دوبارہ resume کر لیں گے، ویسے ہی Houseنے resume ہونا ہے اور آپ Houseکو یا Chairman کو dictate نہ کیا کریں، آپ اپنی بات اپنی باری پر کیا

کریں۔ اگر اس میں ہماری بدنیتی ہوتی، Prorogation Order پڑا ہوا ہے، میں خود وہاں پر کہہ کے آیا ہوں کہ یہ ایسا issue ہے جس پر بات ہونی چاہیے اور ہم بیٹھے ہیں آپ کے درمیان، آپ نے اچھی باتیں کی ہیں، منسٹر نے بھی پوری احتیاط سے بات کی ہے، اس نے کہا ہے کہ آپ...report

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شیری صاحبہ! آپ سن لیں، پلیز۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: Resolution carry ہو گئی ہے، دوبارہ 2:00 بجے اکٹھے ہو جائیں، چلا لیں جناب! گھنٹہ چلائیں، ڈیڑھ چلائیں، مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you Sir. The discussion will continue after Jumma prayer break. The House will be reassembled at 2:00 PM.

جس نے speech کرنی ہے، آپ ان کے نام دے دیں، شکریہ۔

[The House was adjourned for Jumma Prayers]

T13–28Aug2026 Imran/ED: Mubashir 02:10 pm

[The House reassembled after Jumma Prayers at 02:10 pm with Mr. Presiding Officer (Senator Manzoor Ahmed) in the chair]

Senator Mohammad Azam Khan Swati

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: چیئرمین صاحب! زبان، دماغ اور دل کا ساتھ نہیں دے رہی۔ معلوم نہیں کہ کن الفاظ سے اس حادثے کا ذکر کروں۔ میں اپنی ماؤں، اپنی بیٹیوں، اپنی بہنوں اور اُن کے معصوم بچے جو اس ظلم کی آگ کے اندر جل کر راکھ ہوئے، پورے سینیٹ کی طرف سے ایک شعر پیش کرنا چاہتا ہوں کہ

یہ پھول اپنی لطافت کی داد پا نہ سکا
کِھلا ضرور مگر کِھل کر مسکرا نہ سکا

اُن ماؤں کا کوئی قصور نہیں تھا جنہوں نے اپنے معصوم بچے PIMS ہسپتال اور اُس کے عملے کے حوالے کیے۔ چیئر مین صاحب، اُن کا ایک قصور تھا، پوری قوم سن لے کہ وہ غریب تھے۔ آج دیکھ لیں، اس پاکستان کے اندر، ہمارے اس ملک کے اندر جتنے مظالم ہو رہے ہیں بلکہ میں کہتا ہوں کہ مجھ پر ظلم ہوا، میرے خاندان پر جو ظلم ہوا، پی ٹی آئی کے جتنے workers پر ظلم ہوا، عمران خان پر اور اُن کی اہلیہ پر اور کوٹ لکھپت میں لوگوں پر جتنا ظلم ہوا، یہ اُس سے بھی بڑا ظلم تھا۔ اس لیے کہ ہسپتال میں اب ننھے منے بچے، پاکستانی اُن کے حوالے کرتے ہیں، خود میرا سب سے بڑا بیٹا incubator میں رہا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ وہاں نگہداشت کا کتنا بڑا اعلیٰ انتظام ہونا چاہیے تھا۔ میرا بیٹا چوہتر میں Seventh-day Hospital کراچی میں پیدا ہوا۔ آج یہ دیکھ لیں کہ اُس کے بھی پچاس سال کے بعد اس capital کے سب سے بڑے hospital کی یہ حالت ہے۔

یہ المیہ، آج کی کوئی نئی بات نہیں، یہ سانحہ کوئی نئی بات نہیں ہے لیکن دکھ یہ ہے کہ جب سانحہ ہو جاتا ہے، ہم روتے ہیں، چیختے ہیں، ہم پھر زمین پیٹتے ہیں اور اُس کے بعد بات ختم ہو جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دونوں طرف سے ایوان کے فاضل ممبران نے جو بات کی ہے، اس پر من و عن عمل ہونا چاہیے اور جو ED ہے، میں وزیرِ صحت صاحب کو بھی یہ کہتا ہوں کہ میرے وقت میں ایک بہت بڑا articulate چور تھا۔ اُس کا نام ندیم بابر تھا۔ اُس نے پیٹرولیم کے اندر اربوں روپے کی corruption کی اور جب میں نے اُس کو پکڑا تو خود میرے ساتھی، لیکن میں نے خان صاحب کو کہا کہ میں اس طرح نہیں چھوڑوں گا۔ اللہ نے کیا کہ اُنہوں نے کمیٹی بنائی، ہم نے پوری تحقیق کی اور اُس کو کیفرِ کردار تک پہنچایا۔ میں نے خان صاحب کو کہا تھا کہ اگر بابر ندیم جو اتنا بڑا articulate جھوٹا تھا کہ جب بھی ہمارے Cabinet کی کارروائی ہوتی تھی تو خان صاحب پہلے کہتے تھے کہ ندیم تم بتاؤ۔ وہ ہر فن مولا تھا لیکن اللہ کا شکر ہے اور میں نے خان صاحب کو کہا کہ خان صاحب! اس کو resign نہ کرنے دیں، اس کو ڈی چوک کے اندر لٹکائیں۔

آج میں وزیر صاحب سے کہتا ہوں، جس کو میں نے خود دیکھا ہے کہ بحیثیت ایک Mayer اُنہوں نے کراچی میں بڑا کام کیا ہے لیکن اگر ED اتنا بڑا بدمعاش ہے، اتنا بڑا قانون شکن ہے اور اُس کو اتنی بڑی ناجائز طاقت حاصل ہے تو میں وزیرِ صحت صاحب کو یہ کہوں گا کہ آپ اپنا استعفیٰ پیش کریں اور حکومت کو کہیں کہ میں اُس وقت تک اپنی اس وزارت میں کام نہیں کروں گا جب تک اُس بدمعاش، غیر قانونی طاقتور ED کو ہٹایا نہیں جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ دونوں طرف سے آج یہی sense ہے کہ سینیٹ کی کمیٹی بنے گی اور سینیٹ کی کمیٹی خدا کے

فضل سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرے گی۔ یہی وہ مہذب طریقہ ہے جس کے ذریعے سے ایسے دندناتے لوگوں کو ہم سزا کی دہلیز تک پہنچا سکتے ہیں۔ جناب بہت شکریہ!

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ یہ جو ہمارے سینیٹر اور Law Minister ہیں، اُن سے میں نے یہی کہا تھا کہ ہم اس اجلاس کو آگے چلائیں گے۔ ہمارے کچھ معزز ممبران رہ گئے ہیں اور یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے تو سب کو موقع ملنا چاہیے کہ اس پر اپنی رائے دیں، اپنی بات کریں اور تجاویز دیں۔ تو اس لیے پھر ہم لوگوں نے اسے دو بجے کے قریب رکھا اور اب اجلاس دوبارہ شروع ہوا ہے۔ قومی اسمبلی میں بھی اس پر بات ہوئی ہے تو وہاں پر بھی اُنہوں نے اسپیکر صاحب پر چھوڑ دیا کہ آپ اور چیئرمین سینیٹ صاحب دونوں مل کر دونوںHouses کی ایک کمیٹی بنالیں۔ تو جب چیئرمین صاحب اور اسپیکر صاحب بیٹھ جائیں گے تو اس حوالے سے جس طرح دوستوں نے یہاں پر تجاویز دی ہیں تو وہ کمیٹی ان شاء اللہ بن جائے گی۔ جی سینیٹر افنان صاحب۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ہاں، آپ دیکھ لیں۔ اگر کوئی منسٹر ہو تو اُس کو بلوالیں۔

Senator Dr. Afnan Ullah Khan

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! شکریہ جناب چیئرمین۔PIMS میں جو واقعہ پیش آیا ہے جس میں چودہ نومولود بچوں کی ہلاکت ہوئی، اُس پر ہر پاکستانی کو دکھ ہے اور یہ ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ اس پر کمیٹی بنائی جارہی ہے۔ آپ نے بھی جیسے بتا دیا ہے کہ چیئرمین سینیٹ اور اسپیکر قومی اسمبلی اس پر ایک کمیٹی بنارہے ہیں اور پھر وہ کمیٹی ایک بڑی powerful کمیٹی ہے اور اُس کی جو تجاویز ہوں گی اُن کے اوپر ان شاء اللہ عمل درآمد کیا جائے گا۔

اس میں کچھ باتیں Opposition کی طرف سے کی گئی ہیں تو میں اُن کا جواب ضرور دینا چاہوں گا کہ دیکھیں بات یہ ہے کہ یہ ایک ایسا سانحہ ہے جس کو کوئی بھی کسی صورت بھیjustify نہیں کر سکتا اور نہ ہم کر رہے ہیں لیکن اس طرح کے معاملات بہت ساری اور جگہوں پر بھی ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ Lady Reading Hospital میں چار بچوں کی ہلاکت oxygen نہ ملنے کی وجہ سے ہوئی اور آپ کو پتا ہے کہ وہاں پی ٹی آئی کی حکومت کب سے ہے۔ یہ میں آپ کو ایک واقعہ بتا رہا ہوں، اس طرح کے اور بہت سارے واقعات ہیں۔ (جاری۔۔۔۔T14)

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: (جاری۔۔۔۔) جناب چیئرمین! اس طرح کے اور بہت سارے واقعات ہیں۔ تیرہ سال حکومت کرنے کے بعد بھی وہاں پر ایک نیا ہسپتال نہیں بنا سکے۔ آپ نے جو ابھی 804 کہا ہے میں اس کا جواب نہیں دے رہا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحب آپ چیئر سے مخاطب ہوں۔ بہت شکریہ۔

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: جناب چیئرمین! 13 سال میں آپ ہسپتال نہیں بنا سکے۔ آپ کے پاس ایک ہسپتال بتانے کے لیے جگہ نہیں ہے۔ Lady Reading Hospital 1927 میں بنا۔ Hayatabad Medical Complex 1992 میں بنا۔ اس کے علاوہ ایک اور ہسپتال وہ بھی پہلے سے بنا ہوا ہے، پی ٹی آئی سے بھی پہلے کا بنا ہوا ہے۔ 13، 14 سال میں وہاں پر world class hospital نہیں بنا سکے۔ زیادہ تر لوگ، خیبر پختونخوا کے ہمارے بھائی ہیں، وہ آتے ہیں ادھر علاج کراتے ہیں، اس میں کوئی برائی نہیں۔ لیکن آپ ہمیں جو اتنا درس دے رہے ہیں کہ یہ نہیں ہوا، ٹھیک ہے لیکن ذرا تھوڑا سا اپنی performance کو بھی دیکھ لیں۔ آپ کو پتا چل جائے گا کہ مسئلہ کہاں پر ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ موضوع پر آجائیں۔

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: ہر چیز کو عمران خان صاحب کے ساتھ link کر دیتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: موضوع پر رہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: جناب چیئرمین! موضوع پر ہوں۔ آپ نے ہی بات کی ہے، میں نے تو نہیں کی، میں آپ ہی کی باتوں کا جواب دے رہا ہوں۔ بات یہ ہے کہ ہر مسئلے کا ایک ہی علاج ہے کہ جی 804۔ کوئی مسئلہ ہوگا اس میں سے 804 نکالیں گے۔ اس کی وجہ سے ان کی جو غیر سنجیدگی ہے، اس کا پتا چلتا ہے۔ ہر مسئلے کا ایک ہی حل ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحب، پلیز اس issue پر رہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: جناب چیئرمین! میں اس کے اوپر نہیں، لیکن آپ دیکھیں چیئرمین صاحب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سانحہ بہت بڑا ہے، اسی پر بات کریں۔ بہت شکریہ۔

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: جناب چیئرمین! نہیں، میں سانحے کے اوپر ہی ہوں، لیکن مسلسل انہوں نے ادھر سے بات کی ہے، اس کی وجہ سے جواب دے رہا ہوں، مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے۔

Mr. Presiding Officer: No cross-talk, please.

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ غیر سنجیدہ حرکت ہے، یہ غیر سنجیدہ opposition ہے۔ بجائے اس کے کہ کوئی تعمیری تنقید کرے، کوئی constructive criticism کرے، ہر بات کا end کہ جی 804۔ ہر مسئلے کے اندر سے ایک ہی چیز انہوں نے نکالنی ہے۔ میں اس چیز کو condemn کرتا ہوں کہ بار بار ملک میں کوئی مسئلہ ہوگا، پانی کا مسئلہ ہوگا، flood کا مسئلہ ہوگا، کوئی قیامت آ جائے گی، اس میں سے 804 نکال لیتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ آپ لوگ اگر اپنی performance پر ذرا توجہ دے دیتے تو شاید بہت سارے مسائل صوبے میں نہ ہوتے۔ ملک میں بہت سارے مسائل کی وجہ بھی آپ لوگ ہیں۔ کیونکہ آپ لوگوں کی چار سال کی performance ساری قوم نے دیکھی ہے۔ سب کو یاد ہے کہ جب یہاں پر لوگوں کی لاشیں گرتی تھیں تو آپ لوگوں کی اس کے اوپر feedback ہوتی تھی۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: جناب چیئرمین! ان کو آپ چپ کرا دیں ورنہ پھر میں ان کو بات نہیں کرنے دوں گا۔ سب سے زیادہ شور یہ ڈالتی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحب، آپ Chair سے مخاطب ہوں، سینیٹر صاحب پلیز۔

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: جناب چیئرمین! ان سے کہیں مجھے بات کرنے دیں، ورنہ میں بات نہیں کرنے دوں گا۔ یہ کوئی طریقہ ہے۔ آپ کے سارے لوگوں نے بات کی ہے۔ میں نے خاموشی سے ایک ایک بندے کی بات سنی ہے۔ ہر وقت آپ کو عادت ہے کہ آپ interfere کرتی ہیں، دو منٹ میری بات سنیں۔ دیکھیں، یہ ایک انتہائی افسوسناک واقعہ ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ہمیں اس بات کا بہت افسوس ہے ان شاء اللہ اس کی تحقیقات کروائی جا رہی ہیں، اس کے اوپر کمیٹی بھی بن گئی ہے۔ حکومت انتہائی سنجیدگی سے اس کو لے کے چل رہی ہے۔ اس کے اوپر result جیسے منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ آج رات کو یا کل صبح تک ان شاء اللہ آ جائے گا، سارا دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی آپ کے سامنے رکھیں گے۔ اس کے بعد جو بھی میرٹ پر بات ہوگی اس پر فیصلہ کریں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ سینیٹر فیصل جاوید صاحب۔

Senator Faisal Javed

سینیٹر فیصل جاوید: بہت بہت شکریہ، جنابِ چیئرمین! جب معاشرے میں احساس ختم ہو جائے تو کچھ باقی نہیں رہتا۔ ایک واقعہ، دو واقعے، تیسرا واقعہ، پھر چوتھا واقعہ، جب تک واقعہ نہ ہو ہماری توجہ جاتی نہیں ہے۔ ہم پہلے سے آگے کا سوچتے ہی نہیں ہیں، نہ کہیں احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہیں، نہ لوگوں کو ان کے حقوق دیتے ہیں۔ اب 27 کلومیٹر کے اندر اس کو manage کرنا کتنا مشکل ہے کہ دو تو سرکاری ہسپتال ہیں۔ اس میں بھی انتہائی نگہداشت کی جن newly born بچوں کو ضرورت ہے ان کے لیے تو خاص طور پر توجہ مرکوز کرنی چاہیے۔ لیکن ہمارے ہاں جگاڑ سسٹم ہے۔ جب کچھ ہوتا ہے تو اس کو fix کر دیتے ہیں، پھر کچھ ہوتا ہے، پھر اس کو fix کر دیتے ہیں۔ Long-term کوئی planning نہیں ہے۔ کیوں؟ کیونکہ احساس نہیں ہے۔ اگر احساس ہو، یقین کریں، یہاں پر سارا وقت irrelevant چیزوں کے اوپر ہماری بحث ہو رہی ہوتی ہے۔ بجٹ میں بھی ہم health کے لیے کوئی بجٹ نہیں رکھتے۔ بالکل نہ ہونے کے برابر، آٹے میں نمک کے برابر اور جو ہماری اولین ترجیح دو چیزیں ہیں، ایک ہے صحت، اور دوسری تعلیم دونوں کے اوپر ہی اپنے بجٹ کا بہت ہی کم آٹے میں نمک کے برابر حصّہ رکھتے ہیں۔

جناب والا! دوسری چیز، 14 معصوم newly born بچے جھلس کر جاں بحق ہوئے ہیں یہ انتہائی دردناک، ایک قومی المیہ ہے۔ اس کو قومی المیہ declare کرنا چاہیے۔ ہمیں war footing پر اس چیز کو address کرنا چاہیے۔ آگے سے ایسے اقدامات کریں جو practical ہوں، جو گفتگو، باتوں میں نہ رہ جائیں۔ قرآنِ پاک کی ایک آیت 81 سورہ، آیت نمبر 8 اور 9 "اور جب زندہ گاڑھی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں ماری گئی؟" ایک شاعر نے کہا کہ:

ابھی تو ماں نے اسے جی بھر کر دیکھا بھی نہ تھا

وہ نرسری ہی میں راکھ کا ڈھیر ہو گیا

جناب والا! اس پر کہنا تو بہت آسان ہے لیکن جو اس ماں پر، اس باپ پر بیتی ہے، اس کی جگہ پر جا کر اس کو محسوس کرنا بہت، بہت مشکل بھی ہے اور کسی حد تک ناممکن بھی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ:

سلانا تھا جنہیں گود میں لوری سنا سنا کر

انہیں سپردِ خاک کر دیا رونے کی مہلت دے کر

یعنی کہ انھیں رونے کی بھی مہلت نہیں دی گئی۔ سلانا تھا جنہیں لوری دے کر، لوری سنا سنا کر سلانا تھا، انہیں سپردِ خاک کر دیا رونے کی بھی مہلت نہ دی۔

جناب والا! PIMS واقعہ کے متاثرہ بچے اور ان کے اہل خانہ کے ساتھ ہم بھرپور اظہارِ یکجہتی بھی کرتے ہیں اور یہ بھی ensure کرتے ہیں کہ ہم آواز اٹھاتے رہیں گے۔ غیر جانبدارانہ، شفاف اور فی الفور اس کی تحقیقات کرائی جائیں۔ Fire safety کے کیا انتظامات تھے؟ سوال نمبر 1۔ کیا انتظامات تھے fire safety کے؟ ہنگامی صورت حال سے نمٹنے کا نظام کیوں ناکام ہوا؟ حفاظتی معائنہ کب کیا گیا؟ اس تمام تر صورت حال کا ذمہ دار کون ہے؟ ان ساری چیزوں کا تعین کرنا بہت ضروری ہے۔ حکومت کی طرف سے صرف افسوس، مذمتی بیانات، نمائشی انکوائری کافی نہیں ہے۔ حکومت ہر سطح پر جوابدہ ہے۔ اب problem کیا ہے؟ ابھی جو انہوں نے بات کی، مجھے بڑا افسوس ہوا۔ میں ان سے expect نہیں کر رہا تھا۔ ایک واقعہ ہوتا ہے، اس پر آج بحث ہوتی ہے۔ یہ کہتے ہیں یہ واقعہ تو ہوا، وہ والا واقعہ کیوں ہوا تھا؟ اس کا یہ جواب نہیں ہے! اس کا جواب ہے کہ یہ والا کیوں ہوا اور وہ والا بھی کیوں ہوا! اس کا یہ جواب ہے۔ ''وہ والے'' پر آپ نے پہلے بھی بہت باتیں کر لیں۔ ''یہ والے'' پر بھی تو بات کریں! کبھی بھی اس طرح نہیں ہو سکتا، ہم کبھی آگے جا ہی نہیں سکتے۔ ہم بہتر صحت کی سہولیات دے ہی نہیں سکتے اگر ہم سارا وقت blame game and political scoring کرتے رہیں گے۔ یہ صحیح approach نہیں ہے۔ وہ حکومتی سینیٹر ہیں۔ یہ ٹھیک approach نہیں ہے۔ اس چیز کا احساس کریں کہ دورِ جاہلیت میں لوگ خود اپنے بچوں کو مٹی میں دفن کر دیتے تھے۔ لیکن آج کے دور میں یہ انتظامی غفلت، یہ بند دروازے اور حفاظتی انتظامات کا نہ ہونا ان معصوم بچوں کو موت کے منہ میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔ ایسا ہی ہوا؟ وہ چھوٹے بچے کیسے اپنی care کر سکتے تھے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، سینیٹر صاحب۔

سینیٹر فیصل جاوید: جناب چیئرمین! وہ چھوٹے چھوٹے اپنی care کیسے کر سکتے تھے۔ (جاری۔۔۔۔T15)

T15-28Aug2026 Tariq/Ed: Shakeel. 02:28 pm

سینیٹر فیصل جاوید: (جاری۔۔۔) وہ چھوٹے بچے کیسے اپنی care کر سکتے تھے۔ آپ سمجھ رہے ہیں ناں۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، وہ اپنی care کیسے کر سکتے تھے۔ وہ تو depend کر رہے تھے کہ ان کے غریب ماں باپ جو اپنی تھوڑی سی کمائی سے بھی ٹیکس دیتے ہیں، ان کو اس کے عوض سہولیات ملیں گی لیکن ایسا نہیں ہوتا۔

میں آج کہتا ہوں کہ جتنے لوگ direct or indirect tax دیتے ہیں، جتنا ٹیکس دیتے ہیں کیونکہ زیادہ ٹیکس تو عام آدمی دیتا ہے، وہ جس چیز کے پیسے دیتا ہے اسے اس کی services نہیں ملتیں۔ جب services نہیں ملتیں تو پھر کون ذمہ دار ہے؟ وہ جو ٹیکس لیتے ہیں، حکومتیں، تو حکومت وقت پر ہی اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، لہٰذا خدارا تقاریر اور ان چیزوں سے نکل کر ہمیں ایک practical approach اختیار کرنی چاہیے تاکہ آئندہ ایسے واقعات نہ ہوں۔ اس کو اس طرح سے address کریں اور فی الفور، ہنگامی بنیادوں پر PIMS ہسپتال، پولی کلینک اور تمام پرائیویٹ ہسپتالوں میں بھی ایمرجنسی نافذ کرکے ساری چیزیں دیکھیں۔ جب ہمارے ہاں کوئی عمارت گرتی ہے تو پھر ہم پیچھے جاتے ہیں، یہ چیزیں بہانہ بن جاتی ہیں۔ کتنے اور بہانے بنائیں گے، پہلے سے ہی چیزوں کو address کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، جناب، پانچ منٹ تھے۔۔۔

سینیٹر فیصل جاوید: Talk shows پر بیٹھ کر لفاظی کرنا آسان ہے، practically ان سب کو وہاں پر ہونا چاہیے، وہاں کھڑے ہو کر اپنی زیر نگرانی کام کروائیں، یہ حکومت میں ہیں اگر یہ نہیں کر سکتے تو ہمیں بتائیں، ہم جانے کو تیار ہیں تاکہ ہم جا کر چیزوں کو دیکھیں اور چیزیں ٹھیک ہوں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ سینیٹر بلال احمد خان صاحب۔

Senator Bilal Ahmed Khan

سینیٹر بلال احمد خان: شکریہ، جناب چیئرمین۔ سب سے پہلے یہ کہ ہر واقعہ کے بعد ہم اظہار تعزیت یا مذمت کرتے ہیں، میرے خیال میں ان باتوں سے اب تک میں جو نتیجہ اخذ کر رہا ہوں یا دیکھ رہا ہوں تو پچھلے 79 سالوں میں ہم انہی باتوں تک محدود رہے ہیں۔ الحمدللہ اس 14 اگست کو ہم نے اپنے ملک کی 79 ویں سالگرہ بھی منائی ہے لیکن مجھے اس طرح لگتا ہے کہ ہم اس ملک کے نظام کو ایڈہاک بنیادوں پر چلا رہے ہیں۔ ہم اس میں ایڈہاک کی بنیاد پر رہ رہے ہیں۔

میں اگر PIMS ہسپتال کے واقعہ کو سامنے رکھوں تو یہ میرے ملک کا پہلا واقعہ نہیں ہے۔ یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے کہ جس پر میں بات کر رہا ہوں یا ہمارے اس august House میں بیٹھے ہوئے سینیٹرز بات کر رہے ہیں یا ہمارے پورے ملک پاکستان کے لوگ اس پر بات رہے ہیں اگر واقعات کی فہرست اٹھا کر دیکھ لیں تو بے تحاشہ واقعات ہوئے ہیں۔ واقعات ہوتے ہیں، ہم انہیں discuss کرتے ہیں اور اس کے بعد ہاتھ جھاڑ کر چلے جاتے ہیں۔ کیا کبھی ہم نے یہ سوچا کہ گزشتہ واقعہ کا جو نتیجہ نکلا تو آج ہم کس جگہ پر کھڑے ہیں، کیا ہم نے کبھی خود احتسابی کی ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ PIMS کا جو واقعہ ہوا ہے اس میں صرف ایک منسٹر، ایک سیکریٹری یا صرف ایک ادارہ ملوث نہیں ہے، وہ اس کا ذمہ دار نہیں ہے، میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ اس کے ذمہ دار اس ہال میں بیٹھے ہوئے تمام لوگ ہیں، اس واقعہ کے ذمہ دار اس ملک میں رہنے والے تمام لوگ ہیں کیونکہ اس واقعہ سے پہلے کبھی کسی نے پوچھا نہیں کہ اگر خدانخواستہ میرے ملک میں، اس کے کسی بھی ادارے میں، صحت کے، تعلیم کے ادارے میں یا کسی بھی ایسے ادارے میں، اور تو چھوڑ دیں ہمارے ملک کی بیوروکریسی کے ادارے جسے ہم سیکریٹریٹ کہتے ہیں اگر خدانخواستہ اس میں کوئی ایمرجنسی والی صورت حال ہو جائے تو ہمیں کیا کرنا ہے۔ کبھی ہم نے اس پر discuss کیا ہے، کبھی ہم نے اس بارے میں سوچا ہے، کبھی ہم نے اس کو practice کیا ہے کہ خدانخواستہ سیلاب آ جائے، زلزلہ آ جائے، آگ لگ جائے، آج خدانخواستہ اس ہال میں آگ لگ جائے، مجھے نہیں پتا کہ میں نے کس راستے سے بھاگنا ہے، آپ کو نہیں پتا ہے کہ آپ نے کس راستے سے جانا ہے، بلکہ میرے خیال میں یہاں بیٹھے ہوئے کسی شخص کو یہ پتا نہیں ہے کہ آگ لگنے کے فوراً بعد اگلا step کیا ہونا ہے، میں نے بطور شہری یا ایک انسان کے اگلا قدم کیا لینا ہے، پہلے اپنے آپ کو بچانا ہے اس کے بعد دوسروں کو بچانا ہے، میں نے آج تک یہ نہیں دیکھا یا سنا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہو یا ہمیں یہ سکھایا گیا ہو۔ نہ ہمارے education system میں یہ سکھایا جاتا ہے اور نہ ہی ہمارے معاشرے میں سکھایا جاتا ہے۔ آج سے کئی سال پہلے ایک ادارہ ہوا کرتا تھا جس کی بات میں ہمیشہ کرتا ہوں اس کا نام تھا Civil Defence جسے الحمد للہ ختم کر دیا گیا ہے۔ بہت سارے لوگ جانتے ہیں کہ Civil Defence کا ادارہ کیا کرتا تھا، وہ آپ جیسے، مجھ جیسے اور اس ملک میں رہنے والے ایک عام آدمی کو اس طرح کے حالات سے نمٹنے کے لیے باقاعدہ training دیتے تھے۔ آج ہم TV Talk Shows پر بیٹھ کر، کاغذوں پر بیٹھ کر، ایوانوں میں کھڑے ہو کر، گلی کوچوں میں کھڑے ہو کر، کیمرے کے سامنے کھڑے ہو کر، Tiktok بنا کر، اپنے Facebook کے ID پر ہر بندہ یہ بات کر رہا ہے لیکن عملی طور پر کسی نے آج تک یہ نہیں کیا ہے اور نہ عملی طور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم کر پائیں گے۔

معزز وزیر صاحب نے ایک بات کی، مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ ان کے پاس یہ figure ہے کہ روزانہ کے حساب سے اللہ معاف کرے، 1300 بچے مرتے ہیں تو اس حساب سے اگر آپ دیکھیں تو پچھلے کئی سالوں سے ہم کتنی جانیں مار چکے ہیں۔ اس حساب سے ہم کتنے انسانوں کے قاتل ہیں، ہم ان لوگوں کے قاتل ہیں، یہ نظام اس کا قاتل ہے، یہ منسٹری قاتل ہے، کون ہے ان کا قاتل؟ ہم یہ تو admit کر رہے ہیں اور آج بھی منسٹر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ خدانخواستہ، اللہ نہ کرے، آج شام سورج غروب ہونے تک یا کل صبح کا سورج نکلنے تک

1300 بچے مر جائیں گے، یہ کہنا بڑا آسان ہے کہ مر جائیں گے۔ اللہ نہ کرے کہ میرا بیٹا، آپ کا، ہم سب کا، یہاں جو بیٹھے ہیں کسی کے بیٹے کو بخار بھی ہو جائے تو پھر میں دیکھتا ہوں کہ کیا ہوتا ہے، پھر میں پوچھوں گا کہ بخار ہونے کے بعد آپ ڈاکٹر کو یہاں گریبان سے پکڑیں گے یا نہیں پکڑیں گے۔ لیکن دوسرے کا بیٹا یا بیٹی ہے، دوسرے کا پوتا یا پوتی ہے، مر گیا تو کیا ہوا، اللہ اور دے دے گا۔ لیکن یہ کہنا بہت آسان ہے۔ کیا ہم اسے ٹھیک کریں گے، کیا ہم نے ٹھیک کرنے کی طرف جانا ہے۔ کیا ہم نے صرف باتیں اور تقاریر کرنی ہیں، صرف لفاظی کرنی ہے، لوگوں کو دکھانا ہے، point scoring کرنی ہے اور اپنی rating بڑھانی ہے، کیا کرنا ہے۔ کیا کبھی ہم اس سوچ سے باہر نکلیں گے، کبھی ہم یہ سوچیں گے کہ آنے والا اگلا لمحہ، جو PIMS ہسپتال میں ہوا ہے، جس کے بھی بچے تھے، کل کو یہ میرا بچہ بھی ہو سکتا ہے، اس جگہ پر اپنے آپ کو رکھ کر سوچیں کہ یہ بچہ چیئرمین صاحب آپ کا ہو سکتا ہے، یہ بچہ منسٹر کا ہو سکتا ہے، یہ بچہ میرا ہو سکتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جناب۔

سینیٹر بلال احمد خان: جناب چیئرمین! براہ مہربانی مجھے کچھ بات کرنے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب یہاں پر timing رکھی گئی تھی۔

سینیٹر بلال احمد خان: جناب چیئرمین! میں بڑے ادب سے یہ بات کروں گا۔ جناب ہم پہلے لفاظیاں کر رہے ہیں، باتیں کر رہے ہیں، خدارا یہ باتیں تو کرنے دیں، شاید ان باتوں میں سے کوئی ایک بات، شاید ان جملوں میں سے کوئی ایک جملہ کسی کو پسند آ جائے یا سمجھ آ جائے۔ شاعر کہتا ہے کہ: شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات۔ شاید کسی کے دل میں میری بات اتر جائے۔ میں منسٹر صاحب کو اس کا قصور وار نہیں ٹھہراتا، کہیں منسٹر صاحب نے خدانخواستہ جان بوجھ کر یہ کام نہیں کیا ہے لیکن ہاں منسٹری نے، میں منسٹر صاحب کو بھی چھوڑ دیتا ہوں، پوری منسٹری جو کہ اس 28-27 کلومیٹر کے radius میں ہے، آج میں منسٹر صاحب سے پوچھوں گا کہ آپ کے sub-ordinates کتنے ہیں، سیکریٹری سے لے کر ایک کلرک اور چپڑاسی تک کتنے لوگ ہیں، اتنے لوگوں کے ساتھ آپ دو ہسپتال نہیں سنبھال سکے۔ ٹھیک ہے جناب اگر آپ کے پاس figures ہیں تو کیا آپ ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ PIMS اور Polyclinic کتنے beds کے ہسپتال ہیں، ان ہسپتالوں کو چلانے کے لیے آپ کو کتنے paramedics staff چاہیے، اتنے ہسپتال چلانے کے لیے آپ کے ہر شعبے میں، جس طرح یہ نرسری تھی، آپ دنیا میں جا کر دیکھیں کہ اس طرح کی نرسری میں ہر incubator کے اوپر ایک نرس کھڑی ہوتی ہے،

چوبیس گھنٹے اس کی ڈیوٹی ہوتی ہے، وہ shifts میں تبدیل ہوتی رہتی ہیں، کیا ہماری اس نرسری میں تھیں۔ جناب چیئرمین! ایک اور عجیب بات ہے، مجھے تو بہت افسوس ہوا۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحب، باقی دوستوں نے بھی بات کرنی ہے۔

سینیٹر بلال احمد خان: جناب چیئرمین! مجھے اپنے آپ پر یہ افسوس ہوا کہ ہم پستی کے اس مقام تک پہنچ چکے ہیں، جناب یہ کہتے ہیں کہ دروازے کو تالا لگا ہوا تھا۔ جناب آپ دنیا میں کہیں بھی جائیں گے تو ہمارے سر شرم سے جھک جائیں گے کہ جب وہ پوچھیں گے کہ تالا کیوں لگا تھا، تالا اس لیے لگا تھا کہ وہاں سے بچے چوری ہوتے ہیں۔ جناب یہ بات کہتے ہوئے کسی کو شرم نہیں آتی ہے کہ بچہ چوری ہو گا۔ کسی اور کا بچہ کوئی اٹھا کر لے جائے گا تو یہ ہماری ذہنی پستی کا نمونہ ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ جناب۔ دیکھیں time fix ہے۔ آپ کی leadership نے time fix کیا ہوا ہے۔ آپ بھی تعاون کریں۔

سینیٹر بلال احمد خان: جناب براہ مہربانی۔ ہم من حیث القوم اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ ہم بچے چوری کرتے ہیں اور وہ بھی نرسری کے بچے۔ اس خوف سے ہم نے تالے لگا دیے ہیں۔ چلیں تالا لگ گیا ہے، میں نہیں سنبھال سکتا ہوں، میں دوسرے کے بچوں کو خیال نہیں رکھ سکتا ہوں، سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ دروازے کو تالا لگا دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ جناب سینیٹر۔ دیکھیں آپ کی leadership نے خود وقت رکھا ہوا ہے، مجھے تمام دوستوں کو time دینا ہے۔ ابھی بھی آپ کے آٹھ منٹ ہو چکے ہیں۔ (جاری۔۔۔۔T16)

T16-28Aug2026 FAZAL/ED: Neelam 02:30 pm

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: (جاری ہے۔۔۔۔) ابھی بھی آپ کے 8 منٹ ہو چکے ہیں۔

سینیٹر بلال احمد خان: جناب! اگر آپ مجھے بات کرنے دیتے تو یہ 2 منٹ اور مجھے مل جاتے۔ آپ interrupt کر رہے ہیں۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، thank you. میں نے آگے بھی دوستوں کو وقت دینا ہے۔

سینیٹر بلال احمد خان: چلیں ٹھیک ہے۔ کیا اس Ward میں، کیا اس Hospital میں، اس کے علاوہ جیسے دیگر Private Hospitals ہیں، وہ بھی سب انسانوں ہی کا علاج کرتے ہیں۔ اس میں بھی انسان ہی جاتے ہیں، اس میں بھی انسان ہی مریں گے، اس میں

بھی انسان ہی صحت یاب ہو کر نکلیں گے۔ کیا ان Hospitals میں یا ہمارے سرکاری Hospitals میں fire fighting کے system کو کبھی check کیا گیا؟ کیا Ministry نے یہ ذمہ داری قبول کی؟

جناب! میں آخری دو جملے کہوں گا۔ خدارا! اس ad-hoc system کو ختم کریں۔ زندگی میں بھی، اپنی bureaucracy میں بھی، اپنے معاملات میں بھی، اپنے آنے والے وقت میں بھی، اپنے پاکستان میں بھی یہ ad-hocism ختم کریں۔ جو right person for the right job ہے، خدا کے لیے اس کو لگائیں۔ ابھی میں یہ سن رہا ہوں کہ یہ ED اتنا طاقتور ہے، اگر یہ طاقتور شخص کل مر گیا تو پھر کیا یہ PIMS بند ہو جائے گا؟ کیا یہ system بند ہو جائے گا؟ کیا ہم نے پھر علاج نہیں کرنا ہے؟ تو kindly اس چیز کو دیکھیں۔ میں منسٹر صاحب سے پھر ایک request کروں گا کہ اس کی تحقیقات صرف کاغذوں تک نہیں ہونی چاہیے۔ اس تحقیقات کو ہمارے House میں، National Assembly میں اور سب سے بڑھ کر پورے پاکستان کی media پر اس کو باقاعدہ نشر ہونا چاہیے تاکہ پورے پاکستان کے لوگوں کو پتا چلے کہ اس کا ذمہ دار کون ہے؟

Mr. Presiding Officer: Thank you sir. Senator Mohammad Abdul Qadir Sahib.

<u>Senator Mohammad Abdul Qadir</u>

سینیٹر محمد عبدالقادر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد۔ جناب! PIMS کی بات کرنے سے پہلے میں صرف چند جملے اس بات پر کروں گا کہ یہ ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہینہ ہے اور سینیٹر فیصل جاوید صاحب نے ایک اچھا initiative لیا تھا اور انہوں نے ایک resolution بھی جمع کرائی تھی۔ اس پر time کی کمی کی وجہ سے اجلاس میں late وہ take up کی گئی تو لوگوں نے اس پر بات نہیں کی۔ میں یہ request کروں گا کہ ہم سب بحیثیتِ مسلمان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہیں اور ان کی اسوۂ حسنہ پر اگر ہم تھوڑا سا بھی عمل کریں، یعنی دس یا بیس فیصد بھی اگر عمل کریں تو آج جو واقعہ PIMS کا ہے یا جو آج political situation ہمارے ملک کی ہے۔ جو آج ہمارے ملک میں غریب، دس یا ساڑھے دس کروڑ لوگ poverty line سے نیچے ہیں، جو آج ہمارے ملک میں KPK میں اور بلوچستان میں ہمارے ہی مسلمان بھائی جو گمراہ ہو چکے ہیں اور اپنے ہی مسلمان بھائیوں پر terrorism کر رہے ہیں۔ تو اگر ہمارے اکابرین، اور even ہمارا یہ House حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسوۂ حسنہ پر ایک دن ضرور مقرر کرے اور ہمارے اکابرین اس پر بات کریں۔ میرا اللہ پر یقین ہے کہ لوگ ہمیں سنتے ہیں۔ اس August responsible

House کی بات لوگوں تک پہنچتی ہے۔ اگر ہم Islamic point of view جو بالکل ہماری جان ہے اور ہمارا faith ہے۔ اس کے علاوہ اگر ہم معاشرتی پہلو کو بھی دیکھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے اوپر چلنا، مسلمان بہن بھائی کی ہمدردی اور محبت کا ہونا، یہ پورے معاشرے کو ایک ideal معاشرے کی طرف لے جاتا ہے۔ ہمیں ہر سال ایک دن عید میلاد النبی پر ان کے لیے مقرر کرنا چاہیے اور ہمارے تمام جو Senators, colleagues اور seniors ہیں اس پر ضرور بات کریں اور نوجوان نسل کو یہ بتائیں کہ مسلمانوں نے دنیا میں اسلام میں بھی ترقی کی، مسلمانوں نے دنیا میں جنگیں لڑیں اور جنگیں جیتیں۔ مسلمانوں نے بڑی بڑی سلطنتوں پر قبضہ بھی کیا لیکن اسلام کے راستے پر چلتے ہوئے، Islam strength دیتا ہے۔ اسلام آپ کو سائنس سے، آپ کو تعلیم سے، آپ کو آپ کی ترقی سے، آپ کو IT سے، آپ کو کسی چیز سے دور نہیں کرتا، بلکہ آپ کو معاشرتی طور پر مساوات میں رہنے کی اور اپنے بہن بھائیوں کی مدد کرنے کی ایک ایسا lesson دیتا ہے، جو ایک بڑا ideal معاشرہ ترتیب دیتا ہے۔

جنابِ چیئرمین! آپ نے کہا وقت کی کمی ہے تو میں اپنے چار پانچ ساتھیوں کی طرف سے represent کر رہا ہوں۔ اگر آپ ادھر بیٹھے ہوتے تو 10 منٹ یقیناً آپ کو بھی ملتے تو اس میں سے کچھ وقت آپ نے مجھے دو چار منٹ دینے ہیں۔ دیکھیں جی! یہ کل جو PIMS کا واقعہ ہوا ہے۔ یہ ایک eye-opener ہے اور اس نے ایک بحث اور توجہ ignite کی ہے۔ میری ایک درخواست ہے کہ ہم اس چیز کو، جیسا کہ منسٹر صاحب نے کہا کہ اس کو صرف time bound اور PIMS تک محدود نہ کریں۔ کل میں سن رہا تھا کہ تمام Provincial Headquarters یا Provincial Governments نے چیک کرایا ہے۔ چونکہ Health devolved subject ہے، تو وہاں پر ان کے Hospitals میں نہ Fire Alarms کام کر رہے ہیں، نہ ہی وہاں پر ان کے Fire Extinguishers کام کر رہے تھے اور اس پر بہت serious کام دوبارہ ابھی شروع ہوا ہے۔ پاکستان کا جو اعلیٰ ترین عہدہ ہے، **وزیر اعظم پاکستان**، انہوں نے اس کا نوٹس لیا ہے اور ہم سب امید بھی کرتے ہیں اور ہم سب یقین بھی رکھتے ہیں کہ ہم اب اس واقعے کو بھولیں گے نہیں اور آئندہ آنے والے دنوں میں اس طرح کے دل خراش واقعات سے اپنے آپ کو بچانے کے لیے مستقل حکمت عملی پر کام کریں گے۔ Health and Education **دونوں** subjects پر ہماری حکومتیں، ہمارے ذمہ داران، Ministers یہاں موجود ہیں، یہ خود اپنے دورے کریں گے، خود اپنے قیمتی وقت میں سے وہاں جا کر ایک ایک جگہ دیکھیں گے۔

دیکھیں، پورے system میں ایک شخص civilian یا parliamentarian ہوتا ہے، ایک شخص، باقی جتنے لوگ ہیں، چاہے وہ ہزاروں میں ہیں، چاہے وہ لاکھوں میں ہیں، وہ تیس تیس اور چالیس چالیس سال کے ملازم ہوتے ہیں۔ حکومتیں آتی جاتی ہیں، Ministers change ہوتے ہیں، لیکن وہ وہی لوگ رہتے ہیں اور وہ بھی ہمارے پاکستان کا حصہ ہیں، لیکن ہمارا culture اس قدر بگڑ چکا ہے۔ ہماری جو implementation of rules, implementation of discipline and implementation of the orders ہیں، وہ اس قدر تباہ ہو چکے ہیں کہ پاکستان کا کوئی Hospital, health facility and government school اس قابل نہیں ہے یا آپ اس کو as a model پیش نہیں کر سکتے۔ یہ اس کی ایک مثال ہے۔ اس کے علاوہ اس طرح کے کئی واقعات ہیں۔ منظور صاحب! دیکھیں، میں نے آپ کو بولا کہ میں چار پانچ لوگوں کو represent کر رہا ہوں۔ تو باقی سب لوگوں نے بولا ہے، PTI سے 10 لوگوں نے، پاکستان مسلم لیگ (ن) سے 10 لوگوں نے، ہماری طرف سے لوگوں نے بولا ہی نہیں ہے۔ تو چار، پانچ منٹ لگیں گے۔ آپ کے حصے کے لوگ بول چکے ہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سب بیٹھ جائیں، آپ سن لیں۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: جناب! میرے کہنے کا مقصد ہے کہ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ ہمارا Parliament ایک بڑا مقدس ادارہ ہے۔ Time کے گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ ineffective ہوتا جا رہا ہے۔ اس کا implementation of the policies اور لوگوں کو observe کرنا اور لوگوں کو answerable کرنا، اس کے بارے میں یہ دن بہ دن کمزور ہو رہا ہے۔ میں اس House میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں، ہمیں اس کے اوپر ضرور کام کرنا ہوگا۔ یہی واحد ادارہ ہے جو عوام کا boiling point ہوتا ہے، جو steam ہوتی ہے، وہ Parliamentarian کے ذریعے نکلتی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہماری بات یہاں ہوئی ہے۔

جناب! دوسرا میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر منسٹر صاحب نے جس طرح کہا ہے کہ Prime Minister نے ایک کمیٹی بنائی ہے جو کہ دو یا تین دن میں اس کا result دے گی۔ ہم again **اس** House سے اپنے تمام colleagues **اور** Senators کی طرف سے یہ request کرتے ہیں کہ سخت سے سخت سزائیں ان لوگوں کو دی جائیں اور وہ implement ہوں

اور عوام کو اور جن کے بچے شہید ہوئے ہیں، ان کو اس رپورٹ تک پوری access ہو اور ان کو پتہ ہو کہ صبح 6 بجے یا 7 بجے جن کی duty تھی، نہیں تھی، total دو Nurses تھیں۔اس کے اوپر بات جتنی بھی کی جائے کم ہے۔ (T17 پر جاری ہے)

T17-28August2026 Abdul Razique/Ed: Shakeel 02:47 p.m.

سینیٹر محمد عبدالقادر: (۔۔۔۔۔جاری) اس کے اوپر بات جتنی بھی کی جائے، کم ہے لیکن چونکہ آپ چیئر پر بیٹھے ہیں اور بولنے نہیں دے رہے ہیں تو میں اسے wind up کرتا ہوں، شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا شکریہ۔جی سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر فیصل جاوید صاحب۔

سینیٹر فیصل جاوید: سینیٹر محمد عبدالقادر صاحب، آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے یاد دلوایا۔ گزشتہ روز جب سینیٹ کا اجلاس ہو رہا تھا تو 12 ربیع الاول کے حوالے سے ایک قرارداد آئی تھی جس پر متفقہ طور پر سب نے دستخط بھی کیے تھے لیکن ہم اس پر بالکل بھی discussion نہیں کر سکے۔ پھر ساروں کی یہ رائے تھی اور یہ طے پایا تھا کہ اسے اگلے دن پر لے کر جائیں گے۔آج پھر ظاہر ہے کہ یہ جو important واقعہ ہے، اس پر بات ہوئی ہے تو میں یہ چاہوں گا کہ آئندہ جب بھی ہماری نشست ہو اور جس طرح سے عبدالقادر صاحب نے بھی بات کی، ہمیں اس کی طرف ضرور آنا ہوگا کہ جب بھی اگلا اجلاس آئے گا، ہم اس میں 12 ربیع الاول کے حوالے سے بات کریں کیونکہ اس پر اس بار بالکل بھی بات نہیں ہو پائی، شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ٹھیک ہے۔جی سینیٹر شہادت اعوان۔

Senator Shahadat Awan

سینیٹر شہادت اعوان: بہت شکریہ، جناب چیئرمین صاحب! آج سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس اہم مسئلے پر پوری پارلیمنٹ نے اپنا business suspend کرکے اسے take up کیا۔ اس دل اندوہ واقعے پر تمام سینیٹ اور تمام political parties ایک بات پر کھڑی ہیں کہ یہ ایک دل دکھانے والا واقعہ تھا جسے نہیں ہونا چاہیے تھا۔ ہم سب لوگوں کے concern ہیں اور conclusion یہ ہے کہ آئندہ اس قسم کا کوئی حادثہ نہ ہو۔ ہم اس کے کوئی اس قسم کا حل نکالیں یا لائحہ عمل بنائیں تاکہ اس قسم کا واقعہ نہ ہو اور نہ ہی بدنامی ہو۔ اس کا basic کیا ہے کہ جب یہ حادثہ رونما ہوا تو بنیادی طور پر شروع میں جو باتیں سامنے

آئیں، وہ متضاد قسم کی تھیں۔ کہیں پر کہا گیا کہ اے سی کا جو compressor ہے، وہ پھٹ گیا، کہیں کہا گیا کہ short circuit ہو گیا اور کہیں کہا گیا کہ جو incubator ہے، یہ اس کی oxygen line تھی جس کے اندر کوئی مسئلہ ہو گیا۔ وہاں پر لوگوں کے جو relatives تھے یا جو آدمی تھے، ان کا کہنا یہ تھا کہ وہاں پر جو fire safety system تھا، وہ properly کام نہیں کر رہا تھا۔ اگر پہلے پتہ چلتا کہ دھواں کہاں سے آیا، کس وقت آیا، کوئی پائپ خراب تھی، وہاں پر کوئی bell بجی، کوئی signalling ہوئی، وہاں پر جو بچے تھے یا دوسرا سٹاف تھا، انہیں وہاں سے نکالنے کے لیے کوئی efforts کی گئیں تو ان چیزوں کے متعلق جو متضاد باتیں سامنے آئیں، اس کی وجہ سے سوسائٹی میں concern پیدا ہوا اور یقینی طور پر پیدا ہونا بھی چاہیے اور یہی وجہ ہے کہ ہم سب دوستوں نے اس پر توجہ دی۔ اس میں اصل بات کیا ہے؟ اگر انکوائری کرنی تھی تو انکوائری سے پہلے کسی ایک آدمی پر سارا ملبہ ڈال دینا یا اس کو suspend کرکے کمرے سے نکال دینا لیکن بات یہ ہے کہ ساری منسٹری اس کی ذمہ دار ہے۔ ہم تمام لوگ یہ جانتے ہیں کہ ہاسپٹل کا جو انتظام و انصرام ہے، وہ منسٹر صاحب اور سیکرٹیری صاحب نہیں سنبھالتے بلکہ ایگزیکٹو ڈائریکٹر سنبھالتا ہے۔ وہاں کا جو ایم ایس ہے، وہ اس انتظام کو سنبھالتا ہے۔

جناب، میڈیا پر جو عام چیزیں آئیں اور جن چیزوں پر تضاد پایا گیا، وہ کیا ہیں؟ سب سے پہلے اس کی اطلاع کہاں پر، کس نے اور کس وقت دی؟ Fire Brigade کس وقت وہاں پر پہنچتا ہے؟ ریسکیو والے کس وقت پہنچتے ہیں؟ 1122 والے کس وقت پہنچتے ہیں؟ سیکیورٹی کے لوگ وہاں پر ڈیوٹی پر کتنے ہیں؟ ڈیوٹی پر کتنا اسٹاف ہے تو یہ ساری چیزیں ہیں۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی بات جو میڈیا کی توسط سے میں کہہ رہا ہوں جو پبلک اور ہم لوگوں کو پتہ چلی، وہ یہ ہے کہ وہاں تک پہنچنے کے لیے جو راستے ہیں، آپ نے وہاں پر عارضی رکاوٹیں کھڑی کی ہیں۔ نہ وہاں پر ambulance, fire brigade اور نہ ہی کسی کو وہاں سے remove کرنے کے لیے کسی گاڑی کی support پہنچ سکتی ہے بلکہ کہا یہ گیا کہ اسٹاف کی اور ڈاکٹرز وہاں پر گاڑیاں پارک ہوئی تھیں جن کو ہٹانے کے لیے باقاعدہ lifter کو منگوانا پڑ گیا۔ میں اپنے 10 منٹ سے آگے نہیں جاؤں گا۔ سینیٹر عابد شیر علی صاحب، آپ کو بھی اتنا وقت ملے گا۔ چیئرمین صاحب بڑے مہربان ہیں اور دو بجے کے بعد دوبارہ آکر بیٹھ گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک بات یہ حقیقت ہے اور جس کی ذمہ دار اسپتال انتظامیہ ہے کہ exit کا راستہ یعنی متبادل راستہ تھا ہی نہیں۔ اگر متبادل راستہ تھا تو وہ lock تھا اور اس کو تالا لگا تھا۔ ہم سب دوستوں نے دیکھا اور اس کی وجہ کیا ہے کہ وہاں پر ریسکیو والے جب پہنچے۔۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر شہادت اعوان: کیا میڈم فلک ناز صاحبہ نے پھر تقریر کرنی ہے؟ یہ بات واضح ہے کہ وہاں متبادل راستہ نہیں تھا تبھی کھڑکیاں اور دروازے توڑ کر وہاں پر امداد پہنچائی گئی۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ اگر یہ ساری صورتحال پہلے سے نہیں دیکھی گئی تھی تو کس کو دیکھنی تھی؟ انتظامیہ جو ہے،اسے دیکھنی تھی۔ انتظامیہ کو کیا دیکھنا تھا کہ جو air conditioning کی functioning ہے، کیا وہ properly کام کر رہا ہے اور کر رہا ہے تو اس کی last inspection کب ہوئی؟ جو electrical system ہے،آپ نے کب اس کی last inspection کی؟ ریسکیو کے لیے ہاسپٹل کے جو SOPs ہیں، انہیں چیک کرنے کے لیے آپ نے کوئی exercise کی؟ آگ بجھانے کے حالات وہاں پر تھے اور اگر تھے تو کیا اسٹاف کو آپ نے ٹریننگ دی اور اگر دی تو last time کب دی؟ یہ تمام چیزیں ہاسپٹل کے انتظامیہ کو دیکھنی تھیں۔ اس میں کوئی دوسری بڑی بات نہیں کہ یہ اسلام آباد کا بہت بہترین ہاسپٹل ہے اور سب سے زیادہ لوگ کو یہی cater کرتا ہے اور services provide کرتا ہے لیکن جتنی آپ خدمت کرتے ہیں اتنی آپ کی ذمہ داری بھی بنتی ہے۔ کیوں؟ آپ یہ دیکھیں کہ اسلام آباد کے اندر جو Diplomatic Enclave ہے، وہ اس پر depend کرتا ہے کیونکہ وہاں کوئی ہاسپٹل نہیں ہے۔ وہ PIMS or Polyclinic پر depend کرتے ہیں۔ Serena جو ہے، وہ بھی انہی دو hospitals پر depend کرتا ہے۔ ہم Parliamentarians and foreign delegates انہی hospitals پر depend کرتے ہیں۔ اگر اس قسم کے incidents ہوں گے تو اس سے پورے پاکستان کا image خراب ہوگا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔

سینیٹر شہادت اعوان: آپ بلوچستان سے ہیں اور میرے ساتھ تھوڑا سا انصاف کریں۔ تقریباً دو منٹ اور لوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: انصاف کر چکا ہوں اور آپ کو تقریباً آٹھ، نو منٹ دے چکا ہوں۔ میں اسی لیے بیٹھا ہوں اور موقع سب کو دوں گا۔

سینیٹر شہادت اعوان: میڈم مشال اعظم صاحبہ، آپ کی تقریر ہم آرام سے سنتے ہیں اور سنیں گے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ یہ ایک intentional incident نہیں ہے لیکن gross negligence ضرور ایک واقعہ ہے جس کے لیے کسی قسم کی کوئی انکوائری کی ضرورت نہیں بلکہ responsibility fix کرنے کے لیے criminal investigation ہونی چاہیے۔ اس کے لیے ایک ہی

طریقہ کار ہے کہ criminal investigation پہلے نہیں ہوتی اور FIR بعد میں نہیں ہوتی۔ آپ خود ایک معروف ایڈووکیٹ ہیں۔ پہلے ایف آئی آر ہوتی ہے اور اس کے بعد investigation ہوتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہمیشہ بڑے سانحات میں جو ہوتا رہا، جو ذمہ داران ہوتے ہیں، وہ ملک سے نکل جاتے ہیں اور ہم بعد میں انہیں ای سی ایل میں شامل کرتے ہیں یا extradition سے پاکستان لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ میری گزارش یہ ہے کہ یہ وہ وقت نہیں کہ ہم اس issue پر politics کریں لیکن یہ یقینی طور پر ہم چاہیں گے کہ Federal Government یا یہ حکومت معاشی طور پر stable نہیں ہے۔ یہ جو بجٹ تھا، اس میں اس کی وجہ نظر آئی۔ میں اسی ہاسپٹل کے حوالے سے کہہ رہا ہوں۔ میرا ایک منٹ باقی رہ گیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں باقی دوستوں نے بھی بولنا ہے اور سب نے جانا بھی ہے۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب، ہمیشہ ہمیں NFC share کے حساب سے پیسے ملتے ہیں لیکن یہ پہلا بجٹ تھا کہ جس میں صوبوں سے grant لی گئی۔۔۔۔ (جاری۔۔۔۔T18)

T18-28AUG2026 Taj/Ed. Waqas Khan 02:50 p.m.

سینیٹر شہادت اعوان: (جاری۔۔۔۔) جناب! ہمیشہ این ایف سی کے share کے حساب سے ہمیں پیسے ملتے ہیں۔ یہ پہلا بجٹ تھا کہ جس میں صوبوں سے grant لی گئی لیکن پھر بھی میں کہوں گا کہ اپنے اخراجات کم کریں، اللے تللے کم کریں۔ یہاں پر ہسپتال بنائیں، عوام کے لیے کم از کم کوئی ریلیف پیدا کریں۔ جناب چیئرمین! اس کے لیے پہلی بات investigation, دوسری بات Judicial Commission۔۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب! آپ سے بھی تعاون کی request کر رہا ہوں۔

سینیٹر شہادت اعوان: تیسری بات پارلیمانی کمیشن۔ آخری بات یہ کہ اس کے لیے کوئی timeframe ہو، پہلے کی طرح، حمود الرحمٰن کمیشن کی طرح، باقی Commissions کی طرح یہ سرد خانے میں چلا جائے۔ اس کو کم از کم پایہ تکمیل تک ہم سارے پہنچائیں۔ اس کے علاوہ چیئرمین صاحب، اس ہسپتال کی جو reputation damage ہوئی ہے، اس کو بحال کرنے کے لیے بھی کوئی نہ کوئی قدم اٹھایا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، سینیٹر صاحب۔ سینٹر خرم ذیشان صاحب۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب! ایک ممبر یہاں سے اور ایک وہاں سے، اس کے بعد آپ کی باری ہے۔

Senator Khurram Zeeshan

سینیٹر خرم ذیشان: ہم آپ کی بات سنیں گے، پوری سنیں گے ان شاءاللہ۔ بڑے افسوس کے ساتھ میں اپنی بات کا آغاز اپنے ایک شعر سے کروں گا کہ:

زندگی کیسے کٹی کس کو خبر ہے دوستو

سانحہ سے سانحہ تک کا سفر ہے دوستو

ہم ایک سانحے سے دوسرے، دوسرے سے تیسرے، تیسرے سے چوتھے اور آخر میں اسی ایوان میں کھڑے ہو کر admit کر لیا جاتا ہے کہ system collapse کر چکا ہے۔ System collapse کرنے کی یہی نشانیاں ہوتی ہیں۔ وہ کرتا ہے پرورش برسوں، حادثہ یک دم نہیں ہوتا۔ جناب! پمز ہسپتال یا اس کی انتظامیہ یا وہاں کے سسٹم کا مجھے زیادہ پتا نہیں ہے اور ہمارے بھائی ہیں وزیر صحت صاحب، جس طرح سے وہ اس حوالے سے بھاگ دوڑ کر رہے ہیں، بالکل میں ان کو اس بات پر سراہتا ہوں۔ وہ بڑی محنت کر رہے ہیں لیکن the thing is کہ اس پارلیمانی نظام میں collective responsibility کا ایک concept ہے۔ ہمیں وزیر صحت کو single out نہیں کرنا چاہیے۔ .It is the collective failure of this Cabinet اخلاقیات کا تقاضا تو یہ ہے کہ اتنے بڑے سانحے پر پوری کابینہ کو resign کرنا چاہیے بشمول وزیراعظم لیکن آپ نہیں کریں گے کیونکہ ہمیں پتا ہے کہ آپ کرنا چاہیں بھی تو نہیں کر سکتے۔ لہٰذا، اتنی تو توقع رکھنا کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ وزیراعظم صاحب یہاں پر موجود ہوتے ہوئے میرے خیال میں ابھی تک پمز ہسپتال نہیں گئے۔ افسوس ہے اس بات کا۔ باقی ہم دل سے چاہتے ہیں کہ اس پر politics نہ کریں، اس پر ہم مل کر آگے بڑھیں لیکن دو واقعات ہوئے ہیں۔ ایک یہ بہت بڑا سانحہ ہے اور اس سے پہلے ایک اور سانحہ بھی ہوا ہے، اس کو سانحہ تو نہیں کہہ سکتے، اتنا بڑا magnitude نہیں ہے لیکن وہ آپ کے اس نظام کی خرابی کو بڑا glaringly point out کرتا ہے۔

جناب! جس معاشرے میں انصاف ختم ہو جائے۔ جس معاشرے میں untouchables پیدا ہو جائیں، وہ معاشرہ کبھی بھی انصاف کی طرف نہیں جا سکتا۔ وہ معاشرہ collapse کر ہی جاتا ہے۔ آج ان کو ماننا پڑ رہا ہے کہ یہ collapse کر گیا۔ دو مثالیں، مجھے نہیں پتا کہ اس کا administrative head یہی Executive Director جس کا نام یہاں پر لیا جا رہا ہے، یہی ہے یا کوئی اور ہے لیکن کیا وہ اتنا untouchable ہے کہ یہاں پر وزیر صحت بھی resign کرنے کا بول دیتے ہیں، ان کی اخلاقی اقدار کی میں قدر

کرتا ہوں لیکن ان کو کوئی touch نہیں کر سکتا، کیوں؟ ہم آپ کے ساتھ ہیں، میں اپنے لیڈر سے ذاتی طور پر اور علامہ صاحب، لیڈر آف دی اپوزیشن سے special درخواست کروں گا کہ ہماری پارٹی کو، جس کی پالیسی نہیں ہے کہ Committees وغیرہ میں جائیں، میں درخواست کروں گا کہ اس کمیٹی میں ضرور جائیں کیونکہ یہ بہت بڑا سانحہ ہے۔ اس کی roots تک پہنچنا بڑا ضروری ہے، ہم کب تک surface کو scratch کرتے رہیں گے اور roots تک نہیں جائیں گے۔ ان سب چیزوں کی roots یہی ہیں کہ we are all square pegs in round holes. مجھے کام کچھ اور کرنا ہے، کر میں کچھ اور رہا ہوں۔

جنہیں سرحد پر ہونا چاہیے تھا، وہ سرحد یونیورسٹی میں جا کر اپنے uniform کا نا جائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ وہاں پر معصوم بچوں پر fire کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس کی انکوائری بھی ہوگی، سب کچھ ہوگا لیکن یہ نوبت کیوں آئی۔ ایک بندے کی اتنی جرأت کیسے ہوئی۔ مجھے افسوس اس بات کا بھی ہے کہ ہمارے اس ایوان میں ہم نے ان بچوں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار نہیں کیا۔ ہم نے نہیں پوچھا کہ ان میں سے actually کچھ بچے واقعی یونیورسٹی سے نکالے گئے ہیں یا نہیں۔ کیوں؟ ٹھیک ہے اگر آپ کا internal discipline, inquiries کا اپنا ایک mechanism ہے، ہم اس کو challenge نہیں کرتے ہیں لیکن ہمیں انصاف ہوتا ہوا نظر بھی تو آئے۔ کیا اس صحت کی کمیٹی کے لیے ہم کام کر سکتے ہیں؟ پمز ہسپتال پر ہم کمیٹی بنا سکتے ہیں، یقیناً بنانی چاہیے۔ میں چاہتا ہوں کہ ملک میں یہ گھٹن کا ماحول بھی ختم ہونا چاہیے۔ ہم لوگوں کو، اس سینیٹ کو ان بچوں کی ownership لینی چاہیے، پتا کروائیں کہ وہ محفوظ ہیں، نہیں ہیں، ان کا مقابلہ بہت طاقتور لوگوں سے ہے۔ وہ تو کیمروں کے سامنے بندوق لے کر ان پر fire کرتے ہیں۔ یہ پستول تو میرے ٹیکس کے پیسوں کا پستول ہے۔ یہ وردی میرے ٹیکس کے پیسوں کی ہے۔ یہ میرے بچوں پر کیوں نکالی؟ میں کوئی جذباتی بات نہیں کرنا چاہتا ہوں لیکن being the Upper House of the Parliament, یہ اس پارلیمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ اس اسلام آباد میں، میرے بھائی افنان، میں ان کا بڑا شکر گزار ہوں کہ جب کوئی بھی یہاں پر بیٹھا ہوا نہیں تھا، وہ یہاں پر آئے، انہوں نے بات سنی۔ ہم ان کمیٹیوں میں participate کرنے کے لیے بھی تیار ہیں لیکن آپ اتنی spine تو دکھائیں، اس ED کو تو پہلے آپ sack کریں۔ ہم کمیٹیوں میں بھی بیٹھیں گے۔ جناب! مجھے بات پوری کرنے دیں۔

دوسری بات، میری ایک گزارش ہوگی کہ اسی پارلیمان میں، Upper House of the Parliament میں سرحد یونیورسٹی کے بچوں کی ownership لیں، ان سے پوچھیں، وہاں پر جائیں، وہاں پر visit کریں کہ ان بچوں میں سے کسی کو نقصان تو

نہیں پہنچا کیونکہ اگر نہیں کریں گے تو پھر افواہیں بہت ساری پھیل جاتی ہیں۔ اس گھٹن کے ماحول کو ختم کیا جائے۔آخر میں، صرف اتنا کہوں گا کہ ہم بار بار لوٹ کر کبھی نظام کو بدلنے کی باتیں کرتے ہیں، کبھی ہم institutions, military, civil bureaucracy کو institutionalize کرنے کی بات کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اور کچھ بھی نہیں کرتے، ہم کیا کرتے ہیں، وہ جو میر صاحب نے کہا:

میر کیا سادہ ہیں، بیمار ہوئے جس کے سبب

اسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جناب۔

سینیٹر خرم ذیشان: جناب! بس آخر میں ایک جملہ کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ گورا یہاں سے تو چلا گیا، پیچھے اپنی ایسی بیوروکریسی چھوڑ کر گیا ہے جو کبھی بھی ہماری جان نہیں چھوڑتی۔ بدنام ہوتا ہے سیاستدان، یہاں پر بیٹھا ہے، لوگوں کی باتیں بھی سنتا ہے اور جو actual culprits ہیں، نہ ان کا نام لیا جاتا ہے، نہ ان پر کوئی انگلی اٹھتی ہے۔ ملک بھی توڑ دیا۔ کیا کیا یہاں پر ہو گیا۔ آج بھی آپ اس system کو دوبارہ سے reset کرنے کی باتیں کرتے ہیں، آپ کے پاس mandate نہیں ہے۔ اسلام میں ملوکیت کا concept ہے ہی نہیں۔ شوریٰ، عید میلاد النبی کے حوالے سے یہاں پر بات ہو رہی تھی، شوریٰ، ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسان کامل تھے۔ ان سے بڑی ہستی تو کوئی نہیں تھی نا، وہ بھی شوریٰ سے مشورہ کرتے تھے، اس کے بعد ایسے بڑے decisions لیتے تھے۔ تو میری گزارش ہے کہ خاص طور پر سرحد نیورسٹی پر ایک کمیٹی ضرور ہونی چاہیے۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، جناب۔ سینیٹر عابد شیر علی صاحب۔

<u>Senator Abid Sher Ali</u>

سینیٹر عابد شیر علی: بہت شکریہ، جناب چیئرمین کہ آپ کی نظر ہم پر بھی پڑی۔ میں اپنی گزارشات کرنے سے پہلے ایک بہت اہم واقعہ جوہری پور، ہزارہ میں پیش آیا ہے۔ تین سالہ بچی آیت کو kidnap کرکے، اس کو جس طرح بے دردی سے قتل کیا گیا، یہ ایک انسانیت کا قتل ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی ہمیں بحث کرنی چاہیے۔ کہیں پر دس سال کی بچیوں کو اٹھا کر rape کیا جاتا ہے۔ ان درندوں کو کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس ملک میں کوئی جزا سزا کا نظام نہیں ہے۔ عدالتوں سے وہ درندے بری ہو جاتے ہیں۔ تو ہمیں بطور ایک قوم، اس پر آج شرمندگی ہے کہ تین سالہ بچی کو اغوا کرکے مجرم دندناتے پھرتے ہیں اور کوئی ان کو پکڑنے والا نہیں ہے۔ (جاری۔۔۔۔T19)

سینیٹر عابد شیر علی: (جاری۔۔۔۔) وہ درندے عدالتوں سے بری ہو جاتے ہیں، ہمیں بحیثیت قوم شرمندگی ہے کہ تین سالہ بچی کو kidnap کرکے مجرم دندناتے پھرتے ہیں اور کوئی ان کو پکڑنے والا نہیں ہے۔ Social media پر بات چلے گی، اسمبلی میں کوئی ایک، دو بندے Point of Order پر بولیں گے تو پھر کیا بنے گا جناب۔ دنیا میں ایسا نہیں ہوتا، ہمیں چاہیے کہ تمام صوبوں کو، اس پارلیمان کو جس کی آپ sanctity کی بات کرتے ہیں ایسی مؤثر قانون سازی کرنی چاہیے کہ عدالتیں بھی اور جو بھی system ہے اس طرح کے درندوں کو جینے کا اس معاشرے میں کوئی حق نہیں جو تین سالہ معصوم بچیوں کا قتل عام کرتے ہیں، جو دس سالہ بچیوں کا rape کرتے ہیں، ان درندوں کو کوئی support کرے، اس کو بھی اس معاشرے میں جینے کا حق نہیں ہے۔ جناب والا! یہ پارلیمان کس لیے بنی ہے، یہ judges کے پاس جاتے ہیں وہاں سے ضمانتیں لے کر آجاتے ہیں اور پھر وہی حرکتیں کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے اندر کے پہلوؤں کو سیاست سے ہٹ کر بحیثیت قوم اس پر قانون سازی کی ضرورت ہے تاکہ اس طرح کی برائیوں کو ہم جڑ سے اکھاڑ بیٹھیں۔

جناب چیئرمین! ابھی چند روز پہلے PIMS Hospital کا جو سانحہ پیش آیا، میں محترم وزیر صاحب کی گفتگو سن رہا تھا اور مجھے بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب ایک sitting Minister یہ فرماتے ہیں روزانہ 1200 بچے اللہ کے پاس چلے جاتے ہیں ہماری نالائقیوں کی وجہ سے۔ وزیر صاحب! یہ آپ اعتراف جرم کر رہے ہیں کیا آپ نے اس کا سدباب کرنے کے لیے کوئی provincial committee بنائی؟ وزراءاعلی سے بیٹھ کر آپ نے بات کی کہ آپ اس برائی کو کیسے ختم کریں؟ آپ اپنے failure کا خود اعتراف کر رہے ہیں معذرت کے ساتھ، آپ ہمیں یہاں پر یہ بتا رہے ہیں کہ روزانہ کی بنیاد پر 1200 بچے دنیا سے چلے جاتے ہیں تو پھر آپ وہاں کس لیے بیٹھے ہیں؟ یہ آپ کا کام ہے کہ ان جرائم کی روک تھام کے لیے مؤثر اقدامات کریں۔ آپ نے ان ایوانوں کو debating society بنا دیا ہے کہ آئیں گے، دو، تین دن بات کریں گے چلے جائیں گے، آپ نے ایک دو بندے کو head role کیا، آپ نے کیا کیا؟ جو معصوم بچے چلے گئے ہیں ان کے parents کا کون پرسان حال ہے؟ آپ آئیں گے افسوس کریں گے، ہم یہاں پر صف ماتم بچھائیں گے lady reading hospital میں oxygen نہ ہونے سے بچے مر جاتے ہیں۔ یہ معاشرہ ہے آپ 2026 میں رہتے ہیں اور آپ یہاں پر اعتراف کر رہے ہیں کہ 1200 بچے روز مر جاتے ہیں، خدا کا خوف کریں، اگر اس میں ہمارا کوئی بچہ چلا جائے تو پھر؟

جناب والا! یہ دو سرکاری ہسپتالوں کی بات کر رہے ہیں، یہاں پر تمام سرکاری ملازمین اپنا علاج کرواتے ہیں، مری سے لوگ آتے ہیں، KP سے لوگ آتے ہیں، پوٹھوار سے، چکوال سے لوگ آتے ہیں، کیا آپ نے capacity building کی ان hospitals کی؟

کئی حکومتیں آئی ہیں، میں کسی پر الزام نہیں لگاتا as a senator, عوامی نمائندہ کے طور پر میرا حق بنتا ہے کہ میں آپ سے پوچھوں کہ آپ نے کتنی meetings کی ہیں ان کی capacity building کے لیے آپ بھی تین سال ہو گئے ہیں یہاں پر وزیر بنے بیٹھے ہیں۔ آج آپ جوابدہ ہیں چاہے ہم بھی حکومت کا حصہ ہیں ہم بھی جوابدہ ہیں کہ ہم نے ان بچوں کو بچانے کے لیے ان کی capacity building کرنے کے لیے ہم نے کیا مؤثر اقدامات کیے؟ آج ہم بیٹھے ہیں کہ تالہ لگ گیا، کوئی کچھ لگ گیا، کیا کریں گے کمیٹی بنا کر؟ آپ دو، تین لوگوں کو head role کر کے گھروں میں بھیج دیں گے، یہ کمیٹی کا function ہوگا، یہ کوئی طریقہ کار نہیں۔ آپ اس معزز ایوان کو جوابدہ ہیں، وہ تمام ہسپتال کے لوگ اس معزز ایوان کو جوابدہ ہیں، یہ devolved subject نہیں ہے یہاں پر بیٹھنے والے نمائندے تمام صوبوں سے بیٹھنے والے representative اس house میں موجود ہیں یہ collective responsibility ہے اس House کی کہ صوبوں سے coordinate کر کے اپنے remote areas کی جن کا آپ اعتراف جرم کر رہے ہیں کہ بارہ بارہ سو بچے مر جاتے ہیں، آپ کو اس پر کوئی اقدام کرنا چاہیے تھا، آپ لائحہ عمل لے کر آتے، اس House کو بتاتے کہ آج حکومت یہ کر رہی ہے، ہم سے یہ غلطی ہوئی آئندہ یہ یہ اقدامات ہیں، آپ نے اپنی تقریر میں کوئی اقدامات نہیں بتائے۔ اس ماں سے پوچھیں جس کی چودہ سال کے بعد اولاد ہوئی مصطفیٰ کمال صاحب جائیں اس ماں کے دل سے پوچھیں کلیجہ پھٹنے کو آتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر صاحب اب دو لوگ رہ گئے ہیں پھر آپ جواب دے دیں۔

سینیٹر عابد شیر: یہ سیاست نہیں ہے، آپ خود اعتراف کر رہے ہیں کہ 1200 بچے، 1400 بچے روزانہ مرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس کے لیے معزز ایوان کے سامنے میں سوال کرنا چاہتا ہوں اپنے معزز وزیر صاحب سے تمام صوبائی وزراء سے جو health سے related ہیں کتنے کروڑوں روپے آپ تنخواہیں دیتے ہیں؟ یہ doctors یہاں PIMS میں بیٹھتے ہیں اور علاج وہ private hospitals میں کرتے ہیں، کیا آپ نے کبھی اقدامات کیے ہیں کہ آپ ادھر سے تنخواہیں لیتے ہیں، اپنے private clinics بنائے ہیں۔ ایک شخص پنڈی چھوڑ کر چکوال جانے کے لیے تیار نہیں، چکوال والا بندہ گوجرانوالہ جانے کے لیے تیار نہیں ہے، لیکن سرکار کا ملازم ہے پیسے لیتا ہے، پھر کس چیز کی سرکار ہے؟ ہمارے ہسپتالوں میں سات سات ہزار لوگوں کے operation pending ہیں اور doctors لاہور سے فیصل آباد جانے کے لیے تیار نہیں۔ میں آپ کو overall picture ایک پیش کر رہا ہوں لیکن اس کے روک تھام کے لیے کیا

اقدامات کیے ہیں؟ آپ کو national conference بلانی چاہیے تھی، آپ کو صوبائی conference بلانی چاہیے تھی as a Minister یہاں آپ کو House میں بتانا چاہیے تھا کہ یہ ہمارے health کے issues ہیں House آپ کے ساتھ کھڑا ہوتا۔

جناب چیئرمین میری استدعا ہے کہ پورے House کو اس کمیٹی کا حصہ بنایا جائے، مؤثر اقدامات کیے جائیں تاکہ آنے والے نسلوں کے بچوں کی جو اموات ہوتیں ہیں نہ علاج ہونے کی وجہ سے، سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے، oxygen cylinder نہ ہونے کی وجہ سے، ہمارے پاس تنخواہیں بنانے کے پیسے ہیں لیکن ان معصوم بچوں کی جانیں بچانے کے لیے ہمارے پاس اقدامات کرنے کی سوائے باتوں کے اور کچھ نہیں ہے۔ میری یہی استدعا ہے کہ براہ کرم ہم نے اللہ کو بھی جواب دینا ہے، جب حضرت عمرؓ کے دور میں کتا بھی پیاسا مرتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ ہم اس کے جوابدہ ہیں اپنے رب کریم کے یہاں پر 14، 14 بچوں کی اموات ہوتی ہیں اور ہم ان کے اوپر سیاست کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! سیاست کا وقت نہیں ہے وزیر صاحب سے میں توقع کر رہا تھا کہ جب وہ معزز سینیٹ میں تمام معزز senators کو جواب دے رہے تھے تو ان کو ایک proposal کے ساتھ آنا چاہیے تھا، اقدامات کرکے ان کے ساتھ آنا چاہیے تھا لیکن جو انہوں نے پھر بری خبریں سنائیں مجھے اس کے اوپر افسوس ہے اور رہے گا۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے پھر demand کروں گا کہ یہ پورے پاکستان کا معاملہ ہے، یہ کسی کی political party کا معاملہ نہیں ہے، پورے House کی کمیٹی بنائی جائے، اس کے اوپر debate ہونی چاہیے اور ہمیں اچھی proposals کے ساتھ، صوبائی حکومتوں کو بلا کر اپنے ہسپتالوں کا نظام بہتر کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر: سینیٹر نسیمہ احسان صاحبہ۔

<u>Syed Mustafa Kamal, Federal Minister for National Health Services</u>

جناب مصطفیٰ کمال (وزیر برائے صحت): آپ اپنی پارٹیوں کی تمام زیادتیوں کا بدلہ وہ ہم سے ہی لے رہے ہیں۔ میں سن رہا ہوں، میں بیٹھ گیا ہوں، اس کے بات میں سن رہا ہوں، میں کہیں نہیں جارہا، مجھے چونکہ مخاطب کرکے بار بار کہا گیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پہلے وزیر صاحب کو بولنے دیں سینیٹر صاحبہ پھر آپ کو دیتا ہوں۔

جناب مصطفیٰ کمال: جناب والا! اصل میں یہ جس کو بری خبر کہہ رہے ہیں، میں اچھی اچھی باتیں کرکے یہاں سے چلا جاؤں، آج ہی سے مرنا شروع ہوئے ہیں 1300 بچے روزانہ؟ یہ چار لاکھ بچے میرے آنے کے بعد مرنا شروع ہوئے ہیں، میں نے مارنا شروع کیے ہیں؟ ایسے فرمارہے ہیں کہ جیسے یہ ہمیشہ opposition میں رہے ہیں اور کبھی ان کو حکومت نہیں ملی ہے۔ اس House میں خیبر پختونخواہ حکومت کے لوگ نہیں بیٹھے ہوئے، پی ٹی آئی نہیں بیٹھی ہوئی، یہاں پر پیپلز پارٹی کی سندھ کی حکومت نہیں ہے، یہاں پر پی ایم ایل این

کی پنجاب میں حکومت نہیں ہے؟ چاروں صوبائی Ministers کو پوچھیں، KPK کے وزیر صحت سے پوچھیں، پنجاب کے وزیر صحت سے پوچھیں، بلوچستان کے وزیر سے پوچھیں، میں نے the first day just I came in my office I pick up the phone, سب کو میں نے خود personally phone کیا، میں نے کہا کہ دیکھیں ہماری سیاسی وابستگیاں ایک طرف، میں آپ کا ایک بھائی ہوں، health کے issues پر ہم اور آپ مل کر کام کرتے ہیں کیونکہ ہمارے درمیان آئین نے کوئی رابطے کا formal نظام نہیں بنایا، میں جب آیا ہوں اس سے پہلے کوئی سالوں سے provincial Ministers کی اور کوئی federal ministers کی آپس میں کوئی meeting ہی نہیں ہے اور یہ فرمارہے ہیں کہ میں نے کتنی meetings کی ہیں۔ (جاری۔۔۔۔T20)

T20-28Aug2026 Rafaqat Waheed/Ed: Neelam 3:10 pm

سید مصطفیٰ کمال: (جاری۔۔۔۔) یہ فرمارہے ہیں کہ میں نے کتنی meetings کی ہیں؟ مجھے ذرا پورا دن دیں، میں تو چاہتا ہوں سال بھر discuss کریں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ان 14 مہینوں میں، میں نے ایک ایک صوبائی منسٹر کو جو کہ میری پارٹی کا نہیں ہے، ہمارا اتنا coordination ہے، اچھی بات ہوگی کہ ان سے سنیں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ ہم نے اتنی conferences کی ہیں، online meetings کی ہیں کہ جتنی تیس سالوں میں صوبائی حکومتوں سے نہیں ہو سکیں کہ جتنی ان چودہ مہینوں میں meetings ہوئی ہیں۔ ابھی میں ان کو تفصیل دے دیتا ہوں۔ پنجاب میں آج مرنے والے بچوں کے numbers کیا ہیں۔ ذرا ان کو جا کر بچائیں نا، پنجاب حکومت سے کہیں، ان کی حکومت ہے، وہاں پر جا کر بچائیں۔ اپنی ساری گفتگو میں، میں یہ بتانا چاہ رہا تھا۔ دیکھیں نماز کا time ہو رہا تھا، آپ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ short بات کرنی ہے۔ آپ کے ساری proposals کی تائید کرکے، میں نے آپ کو way forward بھی بتایا۔ آپ مجھے دو گھنٹے کی speech کا موقع دیں، میں آپ کے سامنے پورے scratch کے ساتھ، Health Ministry کو رکھ دوں گا۔ صرف بات کر دینا کافی نہیں۔ میں وہ آدمی نہیں ہوں۔ آپ مجھے سولی پر لٹکائیں لیکن آپ correct بات کریں۔ اگر آپ یہ والی باتیں کریں گے تو اس سے بو آتی ہے کہ آپ نے سیاست کرنی ہے۔ آپ کو بچوں کے مرنے کا کوئی غم نہیں ہے۔ اگر آپ حقیقت نہیں سنیں گے تو resolution کیسے پیش کریں گے اور ایک واقعے کے بعد کسی دوسرے واقعے کا آپ انتظار کریں گے۔ اس لیے میں نے آپ کے سامنے یہ figures رکھے ہیں کہ آپ کے ملک میں چار لاکھ بچے مرتے ہیں۔ ایک دن میں مرنا شروع نہیں ہوئے۔ ان کو بچایا جاسکتا ہے۔ یہی لوگ ہیں جو decision makers ہیں۔ ایک دن میں تیرہ سو بچے مرتے ہیں اور کوئی اسلام آباد میں نہیں مرتے۔ آپ لوگوں کی جہاں جہاں حکومتیں، وہاں مرتے ہیں تو ان کو بچائیے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر نسیمہ احسان صاحبہ۔

Senator Naseema Ehsan

سینیٹر نسیمہ احسان: جناب چیئرمین! شکریہ، آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں منسٹر صاحب سے بھی گزارش کروں گی کیونکہ ان کے کاندھوں پر health کے حوالے سے بہت اہم ذمہ داری ہے۔ میرے خیال میں تو منسٹر صاحب کو جذباتی نہیں ہونا چاہیے بلکہ سر جھکا کر اور عاجزی کے ساتھ بات کرنی چاہیے۔ جناب عالی! اس دل دہلا دینے والے حادثے پر ہم انتہائی دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان معصوم بچوں کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے والدین کو صبر دے۔

جناب! جو حادثہ ہمارے اس ایوان سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر رونما ہوا، وہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ تمام ادارے جو ایمرجنسی میں لوگوں کی جان بچانے کا یا پھر ان حادثات کی شدت کو کم کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں، مثال کے طور پر فائر بریگیڈ کو لے لیں یا پھر ایمبولینس سروس کو لے لیں، غرض کہ اس domain میں جو بھی ادارے آتے ہیں، ان کا جائزہ لینا چاہیے۔ پمز واقعے کی جو ابتدائی رپورٹ پیش کی گئی ہے، اس میں یہ کہا گیا ہے کہ بجلی کے شارٹ سرکٹ کی وجہ سے یہ سارا واقعہ ہوا ہے۔ ہماری دانست کے مطابق پمز ہسپتال ہو یا پولی کلینک ہو، اس میں الیکٹرک آلات کا ایک شعبہ ہے جس کی دیکھ بھال اور مرمت کے لیے وہاں پر اسٹاف موجود ہے۔ شارٹ سرکٹ ہمیشہ غفلت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ آیا وہاں تاروں میں capacity سے زیادہ بوجھ ڈالا گیا ہے یا پھر وہ تاریں پرانی ہو چکی ہیں، پھر بھی ان کو استعمال میں لایا گیا ہے؟

جناب! اس واقعے کی غیر جانبدارانہ تحقیقات ہونی چاہییں اور اس رپورٹ کو public کیا جانا چاہیے۔ عوام کو بھی پتا چلے کہ یہ غفلت کیوں اور کس وجہ سے ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین! ویسے بھی دیکھا گیا ہے کہ حکومتوں کا وتیرہ رہا ہے کہ انکوائری کمیٹی بٹھائی جاتی ہے۔ وہ انکوائری کمیٹی عوام کے غیض وغضب سے بچنے کے لیے بٹھائی جاتی ہے۔ پھر اس کے بعد نہ رپورٹ public ہوتی ہے، نہ کسی کو وہ رپورٹ دکھائی دیتی ہے۔ انکوائری کی فائلیں دھول اور مٹی کی نذر ہو جاتی ہیں۔ میں حکومت سے درخواست کرتی ہوں کہ اس واقعے کی شفاف تحقیقات ہونی چاہییں۔

اس کے علاوہ یہ بھی انتہائی اہم معاملہ ہے، پاکستان کے اداروں کو جس طرح چلنا چاہیے، قائداعظم محمد علی جناح نے کھل کر اس کے خدوخال بیان کیے تھے۔ اس میں سول بیوروکریسی کو بھی کہا گیا تھا کہ آپ عوام کے خدمتگار ہیں۔ لوگوں کو انتہائی ایمانداری اور بہترین

صلاحیتوں کے ساتھ عوام کی خدمت کرنی چاہیے۔ عوامی خدمت کا یہ طریقہ کار جو 14 اگست کو یہاں پر منایا گیا، سول بیوروکریسی نے جو منایا، یہ کسی جمہوری ملک کا یا اسلامی ملک کا شیوہ نہیں ہے۔ بگھی میں سوار ہو کر یہاں کے افسرانِ بالا تشریف لائے۔ یہ جمہوری ملکوں کا طریقہ کار نہیں ہے۔ یہ تاج برطانیہ یا پھر ان کے جو نمائندے تھے، جن کو وائسرائے کہتے تھے، ان کی کالونیوں کو چلانے والوں کا طریقہ کار تھا کہ وہ بگھیوں میں سوار ہوں اور عوام کو دکھائیں کہ ہم حاکم ہیں اور آپ محکوم ہیں۔ یہ کام اس وقت اس لیے کیا جاتا تھا کہ لوگوں میں تاج برطانیہ اور ان کے وائسرائے کا خوف وہراس پیدا ہو۔ جناب! سول بیوروکریسی کے اس رویے کو اگر روکا نہ گیا تو صوبوں میں چیف سیکرٹریز اور IGs بھی اسی رویے کو اپنائیں گے اور ڈویژن میں کمشنرز اور DIGs بھی جبکہ ڈسٹرکٹ میں ڈپٹی کمشنر اور SPs بھی اسی رویے کو اپنائیں گے۔ اس سے ہم اپنے عوام کو کیا message دینا چاہتے ہیں؟ یہ کہ آپ محکوم ہیں اور یہ حاکم ہیں۔ یہ فاتح ہیں اور آپ علاقہ مفتوحہ۔ سول بیوروکریسی کے لیے میری ایک تجویز ہے کہ ہر سول سرونٹ جہاں کہیں بھی charge لیتے ہیں، قائداعظم کے اس فرمان کو لازمی پڑھنا چاہیے اور اس پر oath لینا چاہیے۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ سینیٹر پلوشہ صاحبہ۔

Senator Palwasha Mohammed Zai Khan

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: چیئرمین صاحب! میں زیادہ لمبی تقریر نہیں کرنا چاہتی، میں صرف کچھ حقائق منسٹر صاحب کے اور ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں۔ منسٹر صاحب کے اس ministry کا charge اور oath لینے سے پہلے 25 مارچ، 2025 کو، ابھی میرے colleagues یہاں نہیں بیٹھے، میں Health Committee کی ممبر تھی اور کوئی پچیس سے تیس senior most professors کا مجھ سے رابطہ ہوا اور انہوں نے مجھے اسی Executive Director کے خلاف ایک damning report دی۔ وہ میرے پاس پڑی ہوئی ہے، میں آپ سب کی خدمت میں پیش کروں گی۔ میں نے اس کو چیئرمین، اسٹینڈنگ کمیٹی سے request کرکے ایجنڈا پر رکھوایا۔ جب وہ ایجنڈا پر آ گئی، وہ ڈاکٹرز بھی آ گئے تو اس دن مجھے حیرت ہوئی، افسوس کے ساتھ کہ میرے بہت سے colleagues کے راتوں رات تیور بدل گئے۔ جب وہ ڈاکٹرز آئے تو بجائے اس کے کہ ہم ان کی بات سنتے، ہم نے ان کی بے عزتی شروع کر دی اور کہا کہ آپ یہاں آئے تو آئے کیسے، یہ تو آپ کا کام نہیں۔ آپ جائیں، مریضوں کو دیکھیں، اپنے مسئلے وہیں solve کریں۔ یہ سب کچھ ریکارڈنگ میں ہوگا، آپ ریکارڈنگ نکال کر دیکھ سکتے ہیں۔ مجھے انتہائی حیرت ہوئی کہ راتوں رات بجائے اس کے کہ اتنے senior professors آئے ہیں، ان کی بات سنی جائے لیکن نہیں، راتوں رات کوئی ایسا چمتکار ہوا کہ ان کی ہمدردیاں E.D صاحب کے ساتھ ہو گئیں۔

اس سے اگلی کمیٹی میٹنگ میں جو ڈاکٹرز رہ گئے تھے، جنہوں نے اس application پر sign کیے تھے، ان سے وہ application واپس لے لی گئی۔ انہوں نے لکھ کر دیا کہ ہم اپنی ساری شکایات واپس لیتے ہیں جس پر میں نے اس وقت کمیٹی میں demand کیا، یہ بھی minutes کا حصہ ہوگا کہ ان کو بلا کر پوچھا جائے کہ ان پر کیا دباؤ ہے لیکن کچھ نہ ہو سکا۔ (T21 پر جاری ہے)

T21-28Aug2026 Ali/Ed: Shakeel 03:20 pm

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: (جاری۔۔۔۔) جس پر میں نے اس وقت کمیٹی میں demand کی کہ یہ بھی minutes کا حصہ ہوں گے کہ ان کو بلا کے پوچھا جائے کہ ان پر کیا دباؤ ہے؟ لیکن کچھ نہ ہو سکا۔ افسوس کی بات ہے، یہ مارچ 2025ء کا واقعہ ہے۔ اب آپ اندازہ لگا لیں کہ ایک شخص کے ہاتھ کتنے لمبے ہیں، آپ سب اپنے گھر جانے کو تیار بیٹھے ہیں، سیکرٹری چلے گئے، ہم اور آپ کچھ بھی نہیں ہیں، ہمیں بھی گھر بھیجنا چاہیں تو ایک منٹ میں بھیج دیا جائے گا لیکن وہ نہیں بھیج رہے۔ یہ وہ report ہے، جو Standing Committee کو March 2025 میں وہ ڈاکٹرز آئے اور ان کے ساتھ جو سلوک ہوا اور میں اس پر شرمندہ ہوں اور میں ان سب سے معافی مانگتی ہوں اور اس کے بعد میں نے اس Standing Committee سے اپنے آپ کو opt-out کیا اور طلال صاحب سے request کرکے میں نے ان کی Communications کی Standing Committee لی۔

اب میں آپ کو دوسرا واقعہ بتاتی ہوں۔ 30 June, 2026 کو ایک ہمارے جاننے والے ہیں جن کی سانس اکھڑی، وہ PIMS گئے، ان کے ساتھ ہمارا ایک لڑکا تھا۔ ہسپتال کی سات کے قریب blood pressure machine جس سے test کیے جا رہے تھے وہ ساتوں خراب تھیں، air conditioner کام نہیں کر رہے تھے، حبس تھی۔ وزیر صاحب اس وقت ملک میں نہیں تھے۔ میں نے ایک tweet کی اور اس tweet میں میں نے یہی ذکر کیا۔ اس کے بعد وزیر صاحب، مصطفیٰ کمال صاحب نے اس پر notice لیا۔ یہ میرے خیال میں ملک سے باہر تھے، if I am not wrong. انہوں نے باہر سے notice لیا۔ اب ذرا آپ یہ کارروائی دیکھیں 30 جون کی یہ میری یہ tweet ہے، 30 جون کو ہی within an hour Deputy ED, Dr. Aneza نے کہا کہ وہ جو patient تھا، اس کو Nursing Station کے اندر بٹھایا گیا تھا، پہلے تو جنہوں نے بٹھایا، ان سب کے خلاف کارروائی کر دی جائے۔ میں سب کو بتانا چاہتی ہوں، آپ کو بھی بتانا چاہتی ہوں، میری اس وقت منسٹر صاحب سے بھی بات ہوئی، criminals کا یہ ایک گٹھ جوڑ ہے، اب انہوں نے بالا بالا ایک اور کمیٹی بنا لی ہے۔ کس طریقے سے PIMS, Prime Minister کی بنائی ہوئی کمیٹی کے علاوہ ایک کمیٹی بنا لیتی ہے؟ اور اس میں سب ان کے اپنے دستِ راست ہیں، یہ سارے Dr. Aneza, یہ دیکھیے Deputy

ED نے sign کیا اور recommend کیا ہے کہ جس نے اس patient کو ان کے حساب سے بٹھایا، اس Nursing Station کے اندر کرسی دی، ان سب کے خلاف کارروائی کی جائے۔

اس کے علاوہ یہ ایک اور line آپ کے لیے پڑھنا چاہتی ہوں furthermore, it is further observed patient appears to be smiling while being recorded by his attendant which suggests that the recording may have been intentional and deliberated. دیکھیے ان کے ہاتھ کہاں کہاں تک پہنچتے ہیں کہ یہ ہماری کی ہوئی recordings کو intentional اور deliberate کہتے ہیں بجائے اس کے کہ اپنی غلطی تسلیم کریں۔ آگے پڑھیں ایک line, furthermore, it is clarified that the main EAC is centrally air-conditioned through the hospital's HVAC system. تو پھر دو کمروں میں آگ کیسے لگی؟ اگر ایک centrally air-conditioned system ہے، تو پھر یہ سوال بنتا ہے، چنگاری صرف ایک ہی جگہ گری، اس کا مطلب ہے یہ report جھوٹ تھی۔ یہ سب کا گٹھ جوڑ ہے اور اب یہی سب اکٹھے ہو گئے ہیں اور انہوں نے ایک کمیٹی بنا دی ہے۔ مجھے علم نہیں، یہ تو وزیر صاحب ہمیں بتائیں گے کہ اس کمیٹی کی کیا حیثیت ہے۔ جو خود شریک جرم ہیں، جن کے اوپر الزام ہے، وہ خود کیسے منصف بنے ہوئے ہیں؟ لہٰذا، میں صرف یہ کہوں گی کہ یہ بہت افسوسناک واقعہ ہے۔ آج شاید بہت لوگ اس سے بچ جائیں، لیکن وہ جو 14 معصوم اوپر گئے ہیں نا، ایک عدالت وہاں بھی لگتی ہے۔ وہ وہاں گواہی دیں گے۔

میں ایک آخری بات کہوں گی، میں زیادہ time نہیں لوں گی۔ آخری بات یہ ہے کہ ایک بچہ جو شاید دو ماہ کا تھا، جس کو اس کی والدہ وہاں چھوڑ کر چلی گئی۔ دو مہینے سے ہسپتال ہی اس کی نگرانی کر رہا تھا۔ وہ بھی اس حادثے میں جاں بحق ہوا ہے، نہ اس کا کوئی رونے والا ہے اور نہ دفن کرنے والا ہے۔ تو میں آپ سے درخواست کرتی ہوں منسٹر صاحب سے کہ اس کے ورثاء میں ماں کی جگہ ہم سب خواتین کا نام لکھ جائے اور جو باپ کا خانہ ہے، اس میں سب مردوں کا نام لکھا جائے اور سینیٹ آف پاکستان کی طرف سے ہم اسے ایک عزت کے ساتھ اللہ کے سپرد کریں۔ اس معصوم کا کوئی گناہ نہیں تھا، لیکن وہ بھی اس حادثے کا شکار ہوا۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر روبینہ ناز صاحبہ۔

Senator Rubina Naaz

سینیٹر روبینہ ناز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ I wouldn't take much of your time because صبح سے سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے اس موضوع پر اور میں repeat نہیں کرنا چاہوں گی۔ تھوڑا سا اپنی humble opinion دینا چاہوں گی اس issue پر کہ اس میں تو کوئی دوسری رائے ہے ہی نہیں کہ یہ مجرمانہ غفلت ہے، نااہلی ہے اور ان کی بدانتظامی ہے۔ خیر اس سے تو وہ منہ چرا نہیں سکتے۔ اس واقعے سے ایک دن پہلے وزیر موصوف صاحب جو تشریف فرما ہیں مصطفیٰ کمال صاحب، وہ ہمیں بڑے فضائل بیان کر رہے تھے کہ جی PIMS ایسا ہے، PIMS میں یہ facilities ہیں، PIMS میں وہ facilities ہیں۔ ہم تو بات بھی نہیں کر سکتے۔ جب بھی بات کرتے ہیں جی آپ لوگ politics کر رہے ہیں، خان کی صحت پر politics کر رہے ہیں، اس issue پر politics کر رہے ہیں، اس issue پر politics کر رہے ہیں۔ چلیں اب یہ تو genuine issue ہے نہ، اب آپ اس پر politics کر رہے ہیں۔

آج بھی میں نے ان کی گفتگو سے ایک اندازہ لگایا ہے اور وہ کیا تھا؟ جب منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ جی ایک inquiry committee بنے گی، جو بھی responsible ہوگا اس کو ہم ہٹادیں گے۔ مطلب کیا تھا؟ آج بھی اپنے آپ کو ذمہ داری سے مبرا سمجھ رہے تھے کہ ان کا تو کوئی حصہ ہی نہیں ہے، منسٹر صاحب تو responsible ہی نہیں ہیں اس واقعے کے لیے۔ جو بھی نچلے level پر ہوگا، جو عام طور پر ہوتا ہے، روایتی طور پر ہوتا ہے کہ جی کسی نہ کسی کی بلی چڑھادی جائے گی اور یہاں پر بڑے level پر تو بات پہنچے گی ہی نہیں۔ وہ تپش یہاں تو محسوس ہوگی نہیں اور نہ ہی اس پر کوئی responsibility accept کرنے کے لیے تیار ہوگا، کسی میں اتنی moral courage نہیں ہوگی کہ وہ اس level پر اپنی responsibility کو accept کرے اور وہ کیوں ہے؟ کیونکہ responsible نہیں سمجھتے اپنے آپ کو۔ Form 47 کے ذریعے آئے ہیں، genuine طریقے سے تو آئے نہیں ہیں۔ اگر genuine طریقے سے آئے ہوتے، تو اپنے آپ کو responsible سمجھتے۔ ان لوگوں نے Form 47 کے اس paralyzed, stolen democracy نے اپنے آپ کو، اپنی ذاتی خواہشات کو قانون کا نام دے دیا ہے کہ جب چاہا قانون نہ ہوا، موم کی ناک ہو گئی۔ جب چاہا، جہاں چاہا، جیسے چاہا، قانون کو اسی طرح آپ نے موڑ دیا۔ لیکن یہ ایک ایسا سانحہ ہے چیئرمین صاحب! دیکھنے اور نہ دیکھنے میں بہت فرق ہے۔

جب یہ واقعہ ہوا، رات کو میں اور سینیٹر فلک ناز صاحبہ، ہم لوگ گئے، ہم نے visit کیا۔آپ یقین کریں ASI جس طریقے سے ہم سے بات کر رہا تھا، ہمیں اندر نہیں جانے دے رہے تھے۔ ہم نے کہا کہ ہم سینیٹ آف پاکستان کے members ہیں، جاننا چاہتے ہیں، اندر جانا چاہتے ہیں، دیکھ لیتے ہیں کہ کیا ہوا ہے، کیا نہیں ہوا۔ نہیں جی! بالکل نہیں۔ اچھا، دوسرے راستے سے گئے، تیسرے راستے سے گئے، آخر ایک جگہ تھوڑی سی ہم نے ڈھونڈ لی، ہم لوگ اندر چلے گئے تو ایک نرس نے اتنی چیخیں ماریں کہ آپ لوگ اندر کیسے آ گئے؟ آپ کی ہمت کیسے ہوئی کہ آپ لوگ اندر آ گئے؟ اور اندر کیا تھا؟ کیا چھپا رہے تھے یہ لوگ؟ آپ کو پتا ہے؟ اسلام آباد پولیس PIMS کے باہر بھی، PIMS کے اندر بھی، سب سے جو سنگ دلی ان کی نظر آئی جو اس انسانی سانحے میں، وہ کیا تھی؟ کہ جو بچے اس حادثے کا شکار ہوئے ہیں ان کے والدین کو انہوں نے چھپا کے رکھا تھا، کسی سے ملنے نہیں دے رہے تھے، کسی سے بات کرنے نہیں دے رہے تھے اور جو بچے زخمی ہیں ان کا بھی کچھ پتا نہیں چل رہا تھا اور نہ ہی ان کے parents کا۔ بلکہ ہم نے دیکھا کہ جو crowd تھا اس میں لوگوں کو چھوڑ دیا تھا، اگر کوئی parent ہمیں کہیں سے مل بھی گیا، تو وہ سامنے سے ان کو باقاعدہ اشارے کر رہے تھے کہ بات نہ کریں۔آپ نے بات نہیں کرنی۔

میں زیادہ time نہیں لوں گی اور نہ ہی مجھے تقریریں کرنے کا شوق ہے۔ Inquiry committee کے بارے میں، یہ کوئی وہ والی effort تو نہیں ہے کہ ہم لوگ ایک کمیٹی آخر میں بنا لیتے ہیں تاکہ عوامی جذبات کو subside کیا جا سکے، اس کو ایک side پر بھی کیا جا سکے اور وہ آگ جو ہے اس پر وقتی طور پر ہم لوگ پانی ڈال سکیں؟ مجھے تو ابھی بھی تھوڑا سا۔۔جب تک ہم لوگ SOPs نہ دیکھ لیں اور time-bound نہ کر لیں اور time-bound بھی یہ نہیں۔۔میں نے سنا ہے ہمارے بہت سارے معزز ممبران سے کہ یہ time-bounded نہیں ہونی چاہیے، کیوں نہیں ہونی چاہیے؟ بالکل time-bounded ہونی چاہیے تاکہ productive results ہمارے سامنے آ سکیں اور یہ کوئی روایتی کمیٹی نہ ہو کہ جس کی report ہی پھر غائب ہو اور اس پر مکمل طور پر عمل کیا جائے، Thank you so much.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر مشال اعظم صاحبہ۔ (T22 پر جاری ہے)

T22–28Aug2026 Imran/ED: Waqas 03:40 pm

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر مشال اعظم صاحبہ۔

Senator Mashal Azam

سینیٹر مشال اعظم: شکریہ چیئرمین صاحب! بالآخر آپ نے مجھے بولنے کا موقع دے دیا اور آج جس موضوع پر ہم بات کر رہے ہیں، میں ذاتی طور پر سمجھتی ہوں کہ نہ ہم اس پر سیاست کر رہے ہیں اور نہ treasury کو اس پر سیاست کرنی چاہیے۔ نہ یہ کوئی واقعہ ہے اور نہ یہ کوئی حادثہ ہے۔ میں اس کو سانحہ اور ایک institutional murder سمجھتی ہوں اور ریاست نے یہ قتل کیا ہے۔ ریاست نے ان 14 معصوم بچوں کا قتل کیا ہے اور ریاست اس کی ذمہ دار ہے۔ ہمیں تو کہا جا رہا ہے کہ یہ 14 معصوم بچے ہیں، واللہ اعلم کہ یہ کتنے بچے تھے کیونکہ PIMS کی اُس nursery کی capacity چالیس سے پچاس بچوں کی تھی اور وہ ہر time full ہوتی تھی۔

یہاں منسٹر صاحب بیٹھے ہیں، اُنہوں نے ہر بات کا جواب دیا لیکن جو اُن کا کام ہے اُس کا جواب نہیں دیا۔ میں اُن کو بھی زیادہ قصوروار نہیں ٹھہراؤں گی کیونکہ میں اُن سے زیادہ قصوروار شہباز شریف صاحب کو سمجھتی ہوں کہ اُن کی ناک تلے یہ حادثہ ہوا ہے، اُن کی ناک تلے یہ سانحہ ہوا ہے اور وہ ان معصوم بچوں کے قاتل ہیں۔ یہ بات کرتے ہیں کہ انہوں نے Health Ministry کو پتا نہیں کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے اور تمام صوبوں سے یہ contact میں ہیں۔ ہمیں آپ کا contact نہیں چاہیے، ہمیں آپ کی Zoom meetings نہیں چاہیں، ہمیں آپ کی conferences نہیں چاہیں جس کو foreign findings ہوتی ہے۔ Foreign fundings حاصل کرنے کے لیے جو آپ یہ optics کرتے ہیں، ہمیں یہ سب نہیں چاہیے۔ آپ ہمیں جواب دیں کہ اسلام آباد میں جو تین ہسپتال ہیں، اس پر آپ نے کتنی مرتبہ چھاپے مارے ہیں؟ آپ نے خود اُن کے کتنی مرتبہ surprised visits کیے ہیں؟ آپ کے پاس اس بات کا کوئی بھی جواب نہیں ہوگا کیونکہ آپ تو ہمیشہ اس، آپ کی اس سے مراد میری آپ کی ذات نہیں ہے، میں آپ کی حکومت کی بات کر رہی ہوں کہ وہ تو کسی سانحے کا منتظر ہوتے ہیں کہ کوئی سانحہ ہوگا تو ہم tweet کریں گے، کوئی سانحہ ہوگا تو ہم press release کریں گے اور کوئی سانحہ ہوگا تو اس ایوان میں اُس پر بات ہوگی۔

جناب، میرا اس ایوان میں ایک سال گزر گیا ہے۔ ، میں نے یہاں پر صرف تقریریں دیکھی ہیں، optics دیکھے ہیں اور بیان بازیاں دیکھی ہیں۔ کوئی practical work اُس کے بعد میں نے نہیں دیکھا۔ یہاں کتنے سانحے ہوئے ہیں اور ہر سانحہ کے بعد ہم ایک دوسرے سانحہ کے منتظر ہوتے ہیں تاکہ پھر ہم ایک Motion move کریں، ایوان کے business کو suspend کریں اور یہاں تقاریر کریں۔

جناب، میں straight away PIMS پر آؤں گی۔ انہی منسٹر صاحب نے تقریباً چار دن پہلے PIMS کی تعریفیں کیں۔ جب ہم ان سے کہہ رہے تھے کہ PIMS ہسپتال کا آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے اور وہ اس قابل نہیں ہے کہ وہاں پر ایک مقبول ترین لیڈر، ایک سابق وزیراعظم کو health facilities یا medical treatment کے لیے لایا جائے۔

اسی PIMS ہسپتال میں میری colleague نے 30 جون کی بات کی، اسی PIMS ہسپتال میں 6 جولائی کو نرسنگ ہاسٹل میں آگ لگی۔ وزیر صاحب بتائیں کہ اُنہوں نے کیا action لیا؟ اس کے بعد کیا ہوا؟ کچھ بھی action نہیں لیا۔ Lower staff کو suspend کیا گیا۔ اسی PIMS ہسپتال میں کوئی fire safety نہیں تھی، کہتے ہیں CDA نے ان کو inform کیا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔ اسی PIMS ہسپتال میں دو گھنٹے rescue operation جاری رہا لیکن ایک بھی بچے کو ہم بچا نہ سکے، حکومت بچا نہ سکی، جو ایک بچہ بچ سکا تھا، اُس کو اُس کی خالہ نے بچایا۔ اسی PIMS ہسپتال میں جب یہ سانحہ ہوا تو parliamentarians اور media کو enter ہونے سے روکا جا رہا تھا۔ اُن کو روکا جا رہا تھا کہ آپ اس چیز کو cover نہ کریں۔ Parliamentarians کی entry روکی جا رہی تھی کہ وہ اندر جا کے صورتحال کو دیکھ نہ لیں کہ اصل صورتحال کیا ہے۔

جناب، مجھے وزیر صاحب ایک بات بتائیں کہ کیا Health Regulatory Authority ان کے نیچے آتی ہے کہ نہیں آتی؟ آتی ہے نا جناب؟ باقی سارے صوبوں کو چھوڑیں، وہ آپ کا کام نہیں ہے، وہاں وزیراعلیٰ بھی ہیں، وہاں health ministers بھی ہیں۔ آپ اپنے ناک تلے بات کریں کہ جو اسلام آباد کی Health Regulatory ہے، وہ آپ کے under آتی ہے یا نہیں آتی ہے اور اسلام آباد میں جتنے بھی ہسپتال ہیں، نہ اُن کے ساتھ valid licenses ہیں اور نہ اُن کے پاس کوئی capacity ہے کہ وہ اس چیز کو چلا سکیں لیکن وزیر صاحب کی ناک تلے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

جناب، کیا جتنے بھی اسلام آباد کے ہسپتال ہیں، اُن کے پاس valid registration ہے؟ وزیر صاحب نے کبھی کوئی notice لیا ہے؟ نہیں۔ پھر جب ہم ان سے پوچھتے ہیں تو کہتے ہیں میں ہاتھ نہیں ڈال سکتا، وہ بہت مضبوط لوگ ہیں۔ تو کیا یہ وزیر صاحب کبھی اسی ایوان میں آئے ہیں اور کہا ہے کہ میں ہاتھ ڈالنا چاہتا ہوں، آپ میرا ساتھ دیں تاکہ میں ان مضبوط لوگوں پر ہاتھ ڈال سکوں؟ ایسے نہیں ہوتا جناب۔

جس طرح سینیٹر پلوشہ صاحبہ نے بات کی، اُسی طرح پی ٹی آئی کے MNA اور sub Committee کے head ڈاکٹر امجد صاحب نے پچھلے سال 2025 میں رپورٹ جمع کرائی۔ وزیر صاحب اس کمیٹی میں جیسے کہتے ہیں کہ میں روز بیٹھتا تھا، وہ بھی بیٹھے تھے اور اُس report میں اُنہوں نے کہا کہ اتنی high level کی irregularities ہو رہی ہیں تو action لیں۔ جناب ایک سال ہو گیا، نیشنل اسمبلی میں وہ رپورٹ lay ہی نہیں ہو رہی اور ڈاکٹر۔۔۔

Mr. Presiding Officer: Thank you.

سینیٹر مشال اعظم: نہیں جناب، ابھی میرا time باقی ہے، ابھی thank you نہیں۔ ابھی آپ نے حوصلہ کرکے سننا ہے، جس طرح حوصلہ کرکے میں یہاں بیٹھی تھی اور انتظار کر رہی تھی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: تو ٹھیک ہے نا۔ آپ کے اپنے اپوزیشن لیڈر صاحب نے پانچ پانچ منٹ۔۔۔

سینیٹر مشال اعظم: نہیں جناب۔ اپوزیشن لیڈر صاحب اسی لیے بیٹھے ہیں کیونکہ ہم نے اُن سے کہا تھا کہ ہم نے بھی تقریریں کرنی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پانچ منٹ کا ٹائم fix ہوتا ہے، میں آپ کو بھی وہی time دے دیا ہے۔

سینیٹر مشال اعظم: سب نے دس منٹ کی تقاریر کی ہیں۔ جناب disturb نہیں کریں گے۔ ہم یہاں فارغ نہیں ہیں کہ ہم یہاں بیٹھ کر سب کی باتیں سنتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جو time fix ہوتا ہے تو اُسی کے مطابق اجلاس چلانا ہوتا ہے۔

سینیٹر مشال اعظم: میرا ایک منٹ تو آپ نے ضائع کر دیا ہے، 10 minutes fix ہوئے ہیں اور میرے ابھی 5 منٹ رہتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا ٹائم 5 منٹ ہے۔ آپ میرے ساتھ یہ بات نہ کریں کہ میرے 10 منٹ رہتے ہیں۔

سینیٹر مشال اعظم: ہمارا سچ آپ کو بہت برا لگتا ہے۔ جناب کیا ہمارا سچ آپ کو بہت برا لگتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کے اپنے اپوزیشن لیڈر صاحب نے 5 minutes fix کیے تھے۔ میں آپ کو 6-7 minutes دے چکا ہوں۔

سینیٹر مشال اعظم: چیئرمین صاحب! سب نے 10 منٹ بات کی ہے۔ مجھ سے پہلے سب نے 10 منٹ بات کی ہے۔ عابد شیر علی صاحب نے 10 منٹ بات کی ہے۔ شہادت اعوان صاحب نے 10 منٹ بات کی ہے۔ منسٹر صاحب تو ہر دو منٹ بعد اُٹھ رہے ہیں۔ جناب، میری بات سنیں، مجھے disturb نہ کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کیا مطلب ہے، تو کیا منسٹر صاحب نہیں اُٹھیں گے اور کیا ان کی بات کا جواب نہیں دیں گے۔ جب منسٹر صاحب نہیں ہوتے تو آپ لوگ کہتے ہیں کہ منسٹر صاحب نہیں ہے۔

سینیٹر مشال اعظم: دیکھیں، جناب مجھے disturb نہ کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں آپ کو disturb نہیں کر رہا ہوں۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ کے سات منٹ ہو چکے ہیں۔

سینیٹر مشال اعظم: اچھا جناب۔ تو ہمارے MNA صاحب کے ساتھ پھر کیا ہوا جب انہوں نے کہا کہ اس report کو لے کر آئیں؟ ہمارے MNA صاحب کا نام ECL میں ڈالا گیا۔ ہمارے MNA صاحب کے بچوں کا نام ECL میں ڈالا گیا اور اُن سے کہا گیا کہ آپ 9 مئی میں شامل تھے تو اس لیے ڈالا گیا حالانکہ ہمارے وہ MNA صاحب پیپلز پارٹی کے ساتھ وابسطہ تھے اور 9 مئی کے بعد اُنہوں نے پی ٹی آئی کو join کیا تھا۔ تو یہ اتنی [1][***] کا حال ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، آپ کا time پورا ہو گیا ہے۔ آپ کے سات منٹ پورے ہو چکے ہیں۔

سینیٹر مشال اعظم: پھر یہ جو PIMS کا معاملہ ہوا ہے اُس میں ED کا الگ بیان ہے۔ جو Gynae head ہیں، اُن کا الگ بیان ہے۔ جو nursery کا head ہے اُن کا الگ بیان ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں، اس سے پہلے کہ میں آپ کا mic بند کر دوں، آپ wind up کر لیں۔

سینیٹر مشال اعظم: مجھے صرف ایک بات کا جواب دیں، کیا منسٹر صاحب نے یا وزیر اعظم صاحب نے اپنی مدعیت میں کوئی FIR درج کی ہے یا نہیں کی؟ جناب، مجھے اس بات کا جواب چاہیے کہ کیا ریاست نے ان 14 معصوم جانوں کی کوئی FIR درج کی ہے یا نہیں کی ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔

سینیٹر مشال اعظم: یہ کون سا طریقہ کار ہے کہ آپ ایک bureaucrat کو۔۔۔

[1] *["Words expunged as ordered by the Chair."].*

(مداخلت)

سینیٹر مشال اعظم: جناب، FIR درج کریں، FIR! اور ہمارا سچ سننے کا آپ میں حوصلہ ہونا چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، ہم میں حوصلہ ہے، آپ کو بھی House کے حوالے سے ساتھ دینا چاہیے۔ میں اب سارا time تو آپ کو نہیں دے سکتا۔

سینیٹر مشال اعظم: جناب، جب ہم آپ کو آئینہ دکھاتے ہیں تو پھر جو ہے یہاں thank you , thank you شروع ہو جاتا ہے۔ آپ تو ہماری speech disturb کرتے ہیں۔ ہم جب چار منٹ سے آگے جاتے ہیں تو۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر زرقا صاحبہ، پلیز۔ یہ [***] والے الفاظ کو expunge کر دیں۔ جی ڈاکٹر صاحبہ۔

<u>Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur</u>

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔ یہ انتہائی اندوہ ناک واقعہ ہے اور مجھے اس پر بات کرتے ہوئے بھی شرم آ رہی ہے کہ ہم کس طرح کے لوگ ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب، میں آپ کی attention چاہوں گی کیونکہ میں آپ کو address کر رہی ہوں۔ چیئرمین صاحب! ہم ایک dehumanized قوم ہیں۔ اس وقت Prime Minister *Sahib* کو استعفیٰ دینا چاہیے۔ منسٹر صاحب کو استعفیٰ نہیں دینا چاہیے کیونکہ Prime Minister *Sahib* کی پشت پناہی میں ہی ED صاحب کی confirmation ہوئی ہے۔ جیسا کہ آج سعدیہ عباسی صاحبہ نے ذکر کیا کہ جب ED صاحب acting charge پر تھے اور اُن کی permanent job کی گئی تو یہ سب Prime Minister *Sahib* کی پشت پناہی میں ہوا۔

تو اس دفعہ بھی جب یہ سانحہ ہوا، اُس کے بعد انہوں نے ED صاحب کا تو ذکر ہی نہیں کیا۔ اُنہوں نے سیکریٹری صاحب کو ایک scapegoat بنایا کیونکہ وہ اُن کے لیے ایک آسان target تھے۔ وہ کہیں دس دن کے لیے OSD لگ جائیں گے اور اس کے بعد وہ کہیں اور تعینات ہو جائیں گے، تو معاملات اُنہوں نے cover کیے اور یہی سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ یہاں پر صرف PIMS کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہاں پر مسئلہ ایک سارے system کا ہے۔

ابھی ہمارے Interior Minister صاحب نے فرمایا کہ system fail ہو چکا ہے اور پھر اُن کو بھی پانچ دن کے بعد کہنا پڑا کہ نہیں، یہ حکومت پانچ سال چلے گی۔ سسٹم کے fail ہونے۔۔۔ میرا خیال ہے House میں جتنے بھی لوگ ہیں، آپ اگر تھوڑا سا order کروادیں کیونکہ بہت disturbance ہے۔آخری speaker ہونے کے ناطے بڑے مسائل ہوتے ہیں۔ جناب، بات یہ ہے کہ میں تین سال Health Committee کی member تھی اور اگر record نکالا جائے تو میں نے 2021 سے لے کر 2024 تک بہت سے issues وہاں پر اُٹھائے لیکن میرا Health Committee میں experience یہ تھا کہ جو issue آپ اُٹھاتے ہیں۔۔۔ (T23 پر جاری ہے)

T23-28Aug2026 Abdul Ghafoor/ED: Shakeel 3:50 PM

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: (جاری۔۔۔) میرا Health Committee میں experience یہ تھا کہ جو issue آپ اُٹھاتے ہیں وہ یوں گول گول ہو کر کچھ عرصہ چل کر اس کے بعد وہ ٹھپ ہو جاتا ہے۔ اسی کی تائید سینیٹر پلوشہ صاحبہ سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ نے کی ہے۔ یہاں پر ایوان میں بیٹھے جتنے لوگ جو Health Committee کے ساتھ ملوث ہیں یا وہ اس system کا part ہیں جو ہر system کو گول کر دیتا ہے۔ میں نے بھی تنگ آ کر پھر Health Committee چھوڑ دی۔ ان تین سالوں میں میں نے کہا مجھے Health Committee کا ممبر نہیں بننا۔ یہ اور مسئلہ ہے کہ ابھی والی Health Committee میں جا کر میں نے بہت مرتبہ ادھر استدعا کی ہے کیونکہ میں حق کی استدعا کر رہی ہوں تو میرا کام وہ بھی نہیں ہونا اور وہ ہونا بھی نہیں ہے، لیکن ہم بھی لگے رہیں گے۔مسئلہ یہ ہے کہ پورا system failed ہے۔ اس کے failure کی وجہ یہ نہیں کہ system failed ہے۔ اس کا failure یہ ہے کہ کوئی accountability نہیں ہے۔ کسی کا حساب نہیں ہوتا جو لوگ ذمہ دار ہیں ان کو موردِ الزام نہیں لایا جاتا۔ شہباز شریف صاحب نے Secretary, Health کو dismiss کیا، ED کو dismiss کرنا چاہیے تھا اور صرف PIMS نہیں ہے۔ اس میں CDA برابر کا involved ہے۔ CDA is responsible for Civil Defence, CDA is responsible for Fire Safety اور اس سال جنوری میں G-11 میں جو آگ لگی تھی اس کے بعد CDA نے ایک خط نکالا کہ سارے اسلام آباد کی organisations کو Fire Safety کرنا ہے۔ خط نکالنے سے Fire Safety ہوتا ہے۔

جناب والا! چیئرمین CDA بتائیں کہ کب انہوں نے جا کر inspection کی؟ کب انہوں نے کہا کہ PIMS does not comply with the requirements of Fire Safety and hazards of Fire Safety وہاں پر ہیں؟

میں ایک Health and Safety Specialist ہوں۔میں نے American company ConocoPhillips and Dubai Petroleum as Medical Director کے ساتھ as Medical Director کام کیا ہوا ہے۔ OSHA certified ہوں۔Health and Safety میرا subject ہے۔یہاں کے حالات ایسے ہیں کہ fire drill and fire extinguisher کوئی نہیں ہیں۔آپ کی emergency response team کوئی نہیں ہے۔آپ نے دروازوں کو chains لگا کر تالے لگائے ہوئے ہیں اور لوگ جھوٹ بول رہے ہیں۔ایک PIMS, CDA پھر Islamabad Health Regulatory Authority ان کا کیا کام ہے؟

آج مجھے بتایا گیا کہ وہ تو بے چارے مسکین ہیں جی، وہ تو کچھ کر نہیں سکتے۔مسئلہ یہ نہیں ہے کہ وہ مسکین ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ اسلام آباد کا health system, like everything else, is controlled by vested interests یہاں پر جتنے لوگ تعینات ہیں، یہ 25, 25 سال سے تعینات ہیں۔ جن لوگوں کا پلوشہ صاحبہ نے ذکر کیا ہمارے پاس بھی آئے تھے۔ لیکن جو سامنے لوگ ہوں ان کی پشت پناہی ہمیشہ طاقتور لوگوں سے ہوتی ہے کیونکہ طاقتوروں کے وہ کام کرتے ہیں جو کوئی اور نہیں کر سکتا۔ پھر ان کا کالا بھی سفید ہو جاتا ہے کیونکہ انہوں نے طاقتوروں کی پشت پناہی کی ہوتی ہے۔یہ معاملات بہت important ہیں۔ Islamabad Health Regulatory Authority منسٹر صاحب ہمارے لیے بڑے قابلِ عزت ہیں میں ان سے پوچھنا چاہوں گی کہ کیا Islamabad Health Regulatory Authority نے یہاں کی جتنی female doctors کے clinics ہیں وہاں تو بڑے جا کر شور کیے ہوئے ہیں۔ان کو بلا کر PMDC نے بھی doctors کی بڑی بے عزتی کی ہوئی ہے۔ مجھے بتائیں کہ اسلام آباد کے government hospitals کو آپ نے کب نوٹس بھیجا کہ comply نہیں کر رہے؟آپ نے PIMS کو بند کیوں نہیں کیا؟ کہ PIMS does not comply with the fire safety requirements. PIMS Hospital's neonatal unit, I am told, is one of the best. It was set up by the Japanese جاپانی لوگوں نے اس کو set up کیا it is state of the art لیکن ہمیں تو چلو بھر پانی کیا، ہمیں تو اپنے منہ کو کالا کرنا چاہیے گوبر سے! کہ یہ ہماری اوقات ہے کہ کسی نے ہمیں اتنی اچھی چیز بنا کے دی، ہم اس کو چلا نہیں پا رہے اور چلا نہ پانے کی وجہ کیا ہے؟وجہ یہ ہے کہ ہم right man for the right job نہیں لگا سکتے جو آپ کے لوگ تعینات ہیں، خواہ وہ کوئی بھی health کا ادارہ ہو۔ IHRA, PIMS, CDA or the Ministry of Health ہو۔

آپ مجھے بتا دیں کس کی کیا capacity ہے؟ کس کی کیا education ہے؟ کس کی کیا training ہے؟ بات یہ ہے کہ میں پارٹی سے بالاتر ہو کر بات کر رہی ہوں۔ میں صرف یہ بات کر رہی ہوں کہ جب تک آپ سوال نہیں کریں گے منسٹر صاحب بہت اچھے ہیں لیکن کیونکہ ان کے پاس جواب نہیں آئیں گے، یہ بھی انہی لوگوں کی پشت پناہی کریں گے جو طاقتور ہیں، انہی کے پیچھے سب کھڑے ہوتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، سینیٹر صاحبہ، بہت شکریہ۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب چیئرمین! سوال کون پوچھے گا؟یہacceptable نہیں ہے۔ this is not acceptable ہم کمیٹی اور اس میں اپنی contribution چاہتے ہیں، اس طرح نہیں ہو سکتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ آپ کا سینیٹر صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب چیئرمین! نہیں، آپ ہمیں بتائیں گے کہ ان کے systemsاس مرتبہ کیونکہ Health Committee کا گند میں پچھلے پانچ سالوں سے directly اس کو deal کر رہی ہوں، یہاں پر کوئی سنوائی نہیں ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحبہ شکریہ۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب چیئرمین! لیکن یہ باتیں ختم نہیں ہوں گی، ہم چپ کر جائیں گے، ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔ لیکن جس دن اس ایوان کے اپنے بچے، نواسے، پوتے اللہ معاف کرے جب ان پر کوئی آفت آئے گی تو پھر ان لوگوں کو احساس ہو گا۔ میری دعا ہے کہ یا اللہ ان ماں باپ کی دعا ان سب کو لگے جن کے بچوں کے ساتھ اس systemاور حکومت نے یہ حشر کیے ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ! منسٹر صاحب آپ جواب دینا یا کچھ بولنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ جی منسٹر صاحب، پلیز!

(مداخلت)

جناب مصطفیٰ کمال (وفاقی وزیرِ صحت): جناب چیئرمین! میں ساری باتوں اور جتنی بھی گفتگو ہے ناں! میں نے بہت احترام اور سنجیدگی سے سنا بھی ہے اور اس کی بڑی قدر کرتا ہوں۔ میں کسی کی intention کو question نہیں کرتا۔ جتنی چیزیں میری knowledgeکے علاوہ تھیں وہ میں نے ساری نوٹ کی ہیں۔ میں ایک بات آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوںMinistry Health

بہت خطرناک شعبہ ہے۔ کیوں میں خطرناک کہتا ہوں؟ میں پہلی مرتبہ بات نہیں کہہ رہا، اس لیے کہ یہاں پر اللہ کی مخلوق آتی ہے انسان اور وہ انسان جو کہ تکلیف میں ہو۔ اللہ کی مخلوق اور وہ تکلیف میں ہے جو ہماری طرف آتی ہے۔ میں کسی کی بھی، کسی افسر کی support کر کے ناجائز کسی کی بات سن کر اس اللہ کی مخلوق کا گناہ اپنے کاندھے پر لینے کے لیے تیار نہیں ہوںthis is not the cost. یہ منسٹری، ایسی 10 منسٹری قربان ہیں اس والی چیز کے لیے، اس میں مجھے کوئی اس کے اندر confusion نہیں ہے۔ اسٹینڈنگ کمیٹی میں زرقا صاحبہ نے جتنی بھی تجاویز جتنے دنوں تک آئی ہیں، میں نے پورے پورے ڈیپارٹمنٹ کو ان کے ساتھ بٹھایا۔ آپ نے فرمایا کہ شاید وہ نہیں ہوا میری یہ impression ہے کہ وہ تو آپ کی بات۔۔

(مداخلت)

جناب مصطفیٰ کمال: دیکھیے! یہاں پر ایک دو چیزیں ریکارڈ کے لیے کر دوں کہ ایک تو کوئی اور زخمی نہیں ہے ۔ میری knowledge میں اب تک پندرہ میں سے ایک new born کو بچایا گیا ہے۔ وہ الحمدللہ safe ہے، اس کو کوئی زخم نہیں آیا۔ وہاں پر چھوٹے چھوٹے incubators ہوتے ہیں، اس کے علاوہ اور کوئی جگہ نہیں ہے۔ وہ بہت چھوٹا کمرا ہے۔ وہ کوئی 80، 70 لوگوں کا کمرا نہیں تھا۔ میں physically دیکھ کر کسی کی رپورٹنگ نہیں بتا رہا ہوں۔ وہ 80، 70 بچوں کا ایک چھوٹا کمرا ہے۔ میرے خیال سے پندرہ بھی جو بچے رکھے گئے تھے اس جگہ کے لیے بالکل وہ بھی بہت زیادہ ہیں ۔ اس جگہ کے floor سے برابر والے کمرے میں چار بچے اور تین مائیں کیونکہ وہاں پر ایک twin بچہ تھا۔ اب دو بچے اس floor سے چونکہ یہ gynae ward ہے، وہاں سے بچے اور مائیں تو 80 patient اسی floor سے rescue کیے گئے اور وہاں سے نکالا گیا۔ ایسا نہیں کہ وہ سارے وہاں پر تھے۔ یہ totalاس پورے floorپر میں صرف ریکارڈ کے لیے کہہ رہا ہوں، میں اس سے آگے کی details اس لیے نہیں کہہ رہا کہ ایک بات ہو گئی، دوسری بات ہو گئی، تیسری بات ہو گئی۔ اگر یہ والی بات آج رات میں جو 48 گھنٹے پورے ہو جاتے ناں۔ بہت ساری information جو میرے پاس ہے، میں اس کو purposely نہیں بول رہا کہ وہ contradict یا کوئی اور confusion create نہ کرے۔ میں ہر حال میں culprits کی نشاندہی چاہتا ہوں۔ میں آپ کو assurance دینا چاہتا ہوں on behalf of the government and Prime Minister میری مسلسل اس حوالے سے بات ہے کہ we will not leave even a single stone unturned to reach out the conclusion کہ کون ہے، کیسے ہے۔

جناب والا! پھر بھی اگر ایوان کی اس پر تسلی نہیں ہوئی تو میں اس سے پہلے بھی سر عرض کر چکا ہوں کہ ایوان جس طرح چاہے اپنی کمیٹی بنائے، ہمیں بتائے کہ کیا کرنا ہے۔ ہم ہر حال میں اس کو honour کریں گے، نہ تو صرف یہاں کے culprits کو بلکہ ایسی precedent set کریں گے کہ آگے بھی جانیں ضائع ہونے سے لوگوں کو بچا سکیں۔ میں ایک دو چیزیں یہاں پر آپ کے گوش گزار کر دوں کوئی committee دوبارہ کہا گیا کہ committee بن گئی تھی there is no committee exist at this one ایک main Committee وزیراعظم نے بنائی ہے۔

(جاری۔۔۔۔۔T24)

T24-28Aug2026 Tariq/Ed: Neelam 03:58 pm

سید مصطفیٰ کمال (وفاقی وزیر صحت): (جاری۔۔۔) جناب ایک main Committee وزیراعظم صاحب نے بنائی ہے۔ شاہد صاحب اس کے Chair ہیں، اس کے علاوہ کسی PIMS کی یا کوئی اور کمیٹی نہیں ہے اور جو بھی کمیٹیاں تھیں وہ سب لوگ اب ان کو رپورٹ کر رہے ہیں اور یہاں پر اپنی رپورٹ submit کر رہے ہیں۔

میں یہ تیسری یا چوتھی مرتبہ کہہ رہا ہوں کیونکہ بار بار یہ بات آ رہی ہے، اس سے confusion create ہو گی تو there is no Committee, there is only one Committee اور میں نے بہت ساری چیزیں note کی ہیں لیکن میں ان کا جواب اس لیے ابھی نہیں دے رہا کہ let the report come اور یقیناً وہ رپورٹ سب کو ملنی چاہیے، قوم کو پتا چلنا چاہیے۔ میں نے افسروں کی بات کر لی لیکن میں کہیں سے بھی خود کو بری الذمہ نہیں کہہ رہا۔ اگر اس finding کی ابتداء مجھے punish کرنے سے ہوتی ہے تو. I would be happy to get the punishment. Thank you very much.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ حقیقتاً سانحہ بہت بڑا ہے، تمام جماعتوں نے اس پر اپنے views بھی دیئے ہیں۔ ہم اس کی جتنی بھی مذمت کریں وہ کم ہے اور اس کے ساتھ اس بار جو کمیٹی بنی ہے ان شاءاللہ امید بھی یہ کی جائے گی اور ہونی بھی چاہیے کہ جو بھی اس میں ملوث ہو گا صرف اسے عہدے سے ہٹانا یا ٹرانسفر کرنا ہی نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس کے خلاف criminal کارروائی ہونی چاہیے۔ ہمیں اس پر ایسا step اٹھانا چاہیے کہ آنے والا جو وقت ہو گا اس میں ہم عوام کے لیے بہتری لا سکیں۔ اس بابت قومی اسمبلی اور سینیٹ کی ایک Joint Committee بننے جا رہی ہے، سپیکر قومی اسمبلی اور ہمارے چیئرمین سینیٹ مل کر یہ کمیٹی بنائیں گے۔ اس میں تمام members ہوں گے، یہ ایک Joint Committee ہو گی جس کا ان شاءاللہ ایک اچھا result ہمارے سامنے آئے گا۔

There is an announcement, the notices of questions, which were received for the current session, but could not be taken-up in the House, will not lapse on prorogation of this session and will be carried forward for the next session.

جی راجہ صاحب۔

Senator Raja Nasir Abbas (Leader of the Opposition)

سینیٹر راجہ ناصر عباس: جناب میرا بس اتنا سا question تھا، ذہن میں آ گیا تھا کہ میں اس پر بات کر لوں کہ E.D. صاحب، جن کے نام کا تذکرہ ہو رہا ہے، جن کے حوالے سے باقاعدہ پلوشہ صاحبہ نے بھی بات کی ہے اوروں نے بھی بات کی ہے، ابھی بھی وہ accountable نہیں ہیں اور بہت کچھ ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے وزیر صاحب اسے معطل کرنے کا اعلان کریں۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چوبیس گھنٹوں میں انکوائری کی رپورٹ آ جائے گی۔۔۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: انکوائری کی رپورٹ نہیں۔ جس طرح سے انہوں نے Secretary Health کو sack کیا ہے اور ہٹایا ہے، اس کو بھی فوراً ہٹانا چاہیے۔ یہ آرڈر کریں اور اسے ہٹائیں۔ ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔ جی منسٹر صاحب۔

سید مصطفیٰ کمال (وفاقی وزیر صحت): جناب پتا ہے کیا، مولانا صاحب، مجھے کوئی issue نہیں ہے، ابھی آپ مجھے کہتے ہیں میں ابھی یہیں سے order جاری کرتا ہوں لیکن میری درخواست یہ ہو گی کہ finding کے ساتھ charge کریں، آپ نے اتنے دنوں تک نہیں ہٹایا، چار، چھ گھنٹے اور برداشت کر لیں، let the report come میری رائے ہو گی کہ رپورٹ آنے دیں، responsibility fix ہونے دیں۔ آپ نے اگر یہ کام کرنا ہے تو پھر charge کے ساتھ کریں پھر کوئی عدالت میں جائے گا، کوئی کہے گا کہ رپورٹ ابھی آئی نہیں ہے، دس چیزیں ہوں گی۔ یہ میری درخواست ہو گی، آپ مجھے بولتے ہیں تو میں ابھی یہی سے کہتا ہوں، میرے دفتر جانے سے پہلے summary move ہو جائے گی، ہٹانا مسئلہ نہیں ہے۔ Nobody is stopping لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آج رات 24 گھنٹے ہو جائیں گے، میری request ہو گی کہ ہم سب نے اتنا صبر کیا ہے، .let the report come میری request ہو گی۔

Mr. Presiding Officer: I will now read out the prorogation order received from the President:

"In exercise of the powers conferred by Clause (1) of Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate Session, summoned on Monday, the 17th August, 2026 on the conclusion of its business. Thank you.

Sd/-
(Asif Ali Zardari)
President
Islamic Republic of Pakistan"

[The House was then adjourned sine die]